SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, August 02, 1999

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at eleven minutes past six in the evening with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

یٰاَیھاالذین اٰمنوا اطیعوااللّٰہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شی فردوہ الی اللّٰہ والرسول ان کنتم توء منون باللّٰہ والیوم الاٰخر ذٰلک خیر و احسن تاویلاً O

(ترجمہ)

شروع اللہ (خالق و مالک کائنات) کے نام سے جو عام بخشش والا خاص مہربان ہے۔

مومنو! خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحب حکومت ہیں ان کی بھی اور اگرکسی بات میں تم میں اختلاف واقع ہو تو اگر خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس میں خدا اور اس کے رسول(کے حکم) کی طرف رجوع کرو۔

یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا مآل بھی اچھا ہے۔

LEAVE OF ABSENCE

Mr. Chairman: Now leave applications.

جناب علی نواز شاہ صاحب علاج کی غرض سے امریکہ میں ہیں' اس لئے انہوں نے گزشتہ اجلاس نمبر 98 مکمل اور حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب جہانگیر بدر صاحب جو ملک سے باہر ہیں۔ انہوں نے حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: انور درانی صاحب نے ناگزیر وجوہات کی بنا پر مورخہ دو اور تین اگست کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: قاضی محمد انور صاحب نے دو اگست کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: پرویز رشید صاحب نے دو اگست کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: فاروق احمد خان صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر دو اور

تین اگست کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: قاسم شاہ صاحب نے 29 اور 30 جولائی کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: ایک منٹ پہلے جناب عبدالحئی صاحب۔ پھر آپ فرما دیں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: جناب اقبال حیدر صاحب کے بھائی حسین ناصر صاحب انتقال کر گئے ہیں، ان کے لئے دعائے مغفرت کریں۔

FATEHA

جناب چیئرمین: ان کے لئے فاتحہ پہلے ہی کر لی ہے۔ جی جناب عالی صاحب۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی: جناب چیئرمین! ہمارے بہت بڑے ادیب مرزا ادیب صاحب 84 برس کی عمر میں لاہور میں انتقال کر گئے ہیں، ان کے لئے فاتحہ اور دوسری گزارش یہ کرنی تھی کہ تین دن پہلے یہاں کچھ فاتحہ ہوئی ہیں۔ لیکن پتہ نہیں کیا وجہ ہے کہ ہم نے شہدائے کارگل کی فاتحہ نہیں پڑھی ہے۔ ایک خیال یہ تھا کہ چونکہ وہاں مسلسل یہ ہو رہا ہے تو شاید اس لئے نہیں پڑھی ۔ لیکن چونکہ وہ ایک بہت بڑا واقعہ ہے جو رونما ہوا تھا اور وہ چونکہ ہمارے کوئی سرکاری فوجی بھی نہیں تھے بلکہ رضا کار تھے، تو اس سیشن میں ایک بار ان کا حق ہے کہ ہم ان کیلیے فاتحہ پڑھیں اور اس کے بعد اگر یہ سلسلہ جاری رہا شہادتوں کا تو میرے خیال میں ہفتہ میں ایک بار یا جیسا آپ مناسب خیال کریں ان کیلیے فاتحہ اس ہاؤس کا ایک دستور اور ایک روایت بن جانی چاہیے۔ تو پہلے مرزا ادیب کی فاتحہ پھر شہدا کی فاتحہ۔

جناب چیئرمین: اچھا پہلے فاتحہ کرلیں۔

(اس موقع پر مرزا ادیب مرحوم اور شہدائے کارگل کے لئے فاتحہ پڑھی گئی)

جناب چیئرمین : جی جناب اقبال حیدر صاحب فرمائیے ۔

POINT OF ORDER: RE: DAILY "DAWN'S" NEWS ITEM, THE ITTEFAQ GROUP OF COMPANIES IS INVOLVED IN SENDING PEOPLE TO ENGLAND ILLEGALLY."

سید اقبال حیدر : جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے حکومت کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ آج کے اخبار" ڈان" میں ایک انتہائی تشویش ناک رپورٹ درج ہے جس کے مطابق اتفاق گروپ آف کمپنیز نے اب ایک نیا کاروبار شروع کیا ہے illegal immigrants کو انگلینڈ بھیجنے کا۔ جناب رپورٹ یہ ہے کہ اتفاق گروپ نے ایک کرکٹ ٹیم کو سپانسر کیا ۔ سترہ ممبر تھے پاکستان سے ' انہیں ویزہ مل گیا کیونکہ انہوں نے اتفاق گروپ کی سپانسر شپ پر انگلینڈ میں جا کر میچ کھیلنا ہے۔ انہیں ویزہ مل گیا' یہاں سے وہ روانہ بھی ہوگئے۔ یہاں سے جب فلائٹ روانہ ہوئی تو قطر میں جا کر اسے روکا گیا ۔ جب وہاں پر انہیں روکا گیا تو برٹش ہائی کمیشن کو یہ اطلاع ملی کہ یہ تو جعلی ٹیم ہے۔ وہاں پر جس پلے گراؤنڈ کا انہوں نے تذکرہ کیا ہے' جس کلب کے ساتھ یہ کھیلنے کا ارادہ رکھتے تھے ' اس نام کے کلب کا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ جناب یہ ویزے بک رہے ہیں۔ ایک ایک ویزہ دس دس لاکھ روپے کا ہے۔ یہ بہت بڑا کاروبار ہے اور جب ان کو deport کیا گیا ، سترہ ممبر ' آج کے "ڈان" میں ہے۔

17 Pakistanis deported from Qatar after being intercepted and interrogated by British Diplomatic Officials. They were arrested but later released by the F.I.A authorities.

بھئی ایف آئی اے نے انہیں کیوں چھوڑا ؟ ہمارا حکومت سے یہ سوال ہے کہ اس طرح

سے جعلی کلب کے نام سے اتفاق گروپ انہیں بھیج رہا ہے اور وہاں پر وہ پکڑے جاتے ہیں۔ اس سے پورے ملک کی بدنامی ہو رہی ہے اور وہ نام نہاد کرکٹر گئے۔ بھئی لوہے کا کاروبار کر رہے ہو۔ جتنے لوہے کا کاروبار کر رہے ہو کرو۔ یہاں سے کیا ضرورت ہے دس دس لاکھ روپے کے ویزے بیچنے کی -----

جناب چیئرمین : جناب اس میں اتفاق کا ذکر کہاں سے آ گیا۔

سید اقبال حیدر : جناب اس میں ہے ۔

The group of 17 had obtained visa from the British High Commission Karachi on July 1st, showing Ittefaq Group sponsorship.

جناب چیئرمین : جب آپ خود کہہ رہے ہیں کہ وہ فراڈ ہیں۔ وہ تو کل آپ کا نام بھی استعمال کر لیں گے۔

سید اقبال حیدر : اتفاق گروپ نے ایسے لوگوں کو سپانسر کیا۔

جناب چیئرمین : نہیں کل اگر آپ کا نام استعمال کر لیں گے یا کسی اور کا کر لیں تو ذمہ داری تو ان کی ہو جاتی جو فراڈ کرتے ہیں۔

سید اقبال حیدر : جناب انہوں نے نام دیا ہے۔

جناب چیئرمین : نہیں، نام دینے سے کیا ہے، نام تو کسی کا بھی دیا جا سکتا ہے۔ اصلیت کیا ہے؟

سید اقبال حیدر : برٹش ہائی کمیشن نے جب انہیں ویزے دے دیئے تو بعد میں انہوں نے تحقیقات کی کہ یہ کن کلبوں کے ساتھ کرکٹ کھیلیں گے۔ جب انہوں نے کلب کے نام چیک کروائے تو پتہ چلا کہ وہ جعلی کلب ہیں۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ سب فراڈ تھے۔

سید اقبال حیدر، جناب! یہ two columns کی story ہے۔

جناب چیئرمین: نام سے تو آپ کو بھی problem ہوتی رہتی ہے۔ کوئی اقبال حیدر صاحب ہیں کراچی کے، وہ روز ایک دو مقدمہ کر دیتے ہیں۔

سید اقبال حیدر: جناب! اتفاق گروپ پر لازم ہے کہ وہ اسکی clarification کریں کہ کوئی اور بھی اتفاق گروپ تو پیدا نہیں ہو گیا اس ملک میں۔ انہیں دیکھنا چاہیئے کہ کونسا گروپ اس طرح جعلی ویزوں کا کاروبار کر رہا ہے۔ اگر کر رہے ہیں تو اس کی بھی وضاحت کرنی چاہیئے۔ میرا یہ مقصد تھا۔ گورنمنٹ یہ بھی بتائے کہ FIA نے انہیں رہا کیوں کیا؟ اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اتفاق گروپ کے سپانسرڈ تھے اس لئے رہا کیا گیا۔ یعنی جب وہ لوگ واپس پاکستان پہنچے تو FIA نے انہیں گرفتار کرنے کی بجائے، ان کے خلاف کارروائی کرنے کی بجائے انہیں رہا کر دیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اتفاق گروپ کے ہی لوگ تھے۔

جناب چیئرمین: رہا تو اس لئے کیا ہوگا کہ کرکٹ کھیلنا تو کوئی جرم نہیں ہے۔

سید اقبال حیدر: جناب کرکٹ کا مسئلہ نہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ جعلی نام سے ویزا لینا جرم ہے پھر ایک نہیں سترہ۔

Mr. Chairman: Raja Sahib do you want to say anything. It is not a serious point of order.

Syed Iqbal Haider: Sir, it is very serious.

اس سے ملک بدنام ہو رہا ہے۔

جناب محمد زاہد خان: جناب مجھے point of order پر بولنے کی اجازت دیں۔

جناب چیئرمین: نہیں جناب point of order پر debate نہیں ہوتی۔ جی راجہ صاحب۔

راجہ محمد ظفر الحق، جناب چیئرمین! پچھلے دنوں جب ایوان کا اجلاس شروع ہوا تھا تو ہمیں انتہائی افسوس ہوا کہ اقبال حیدر صاحب کے بھائی صاحب کا بیرون ملک انتقال ہو گیا۔ ہم نے ان کی غیر حاضری میں فاتحہ پڑھی۔ آج میرا خیال یہ تھا کہ یہ موجود ہیں تو ہم آج بھی ان سے تعزیت کریں گے لیکن انہوں نے ایک اور مسئلہ ایسے طریقے سے اٹھایا کہ یہ ان حالات میں مناسب ہی نہیں تھا۔ جب یہ سارا معاملہ ہی فراڈ کے اوپر مبنی ہے تو پھر ایک ایک بات کو اسی انداز میں لینا چاہیے۔ یہ اتفاق فاؤنڈیشن ہے، فونڈری ہے یا وہ سارا سلسلہ جو انہوں نے جعلی طور پر بنایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ سارا baseless ہے اور اس کی تحقیقات ہو گی۔ ملزموں کو عدالت کے سامنے ضرور پیش کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین، ڈاکٹر حئی صاحب آپ کا کیا point of order ہے؟

RE: PROVIDING JOBS TO UNEMPLOYEES OF BALOCHISTAN ACCORDING TO 5.3% QUOTA ON THE BASIS OF 1981 CENSES RESULTS.

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ، جناب چیئرمین صاحب! وزیر زراعت صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔ میں اس معزز ایوان کے توسط سے ان کی خدمت میں کچھ گزارشات مختصراً پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہیں کہ اب بلوچستان میں کافی زرعی گریجویٹس ہیں۔ ویسے تو جناب بے روزگاری بہت ہے، انجینئرز، ڈاکٹرز، پروفیسرز، بی ایس سی، ایم ایس سی، ایم اے، ٹیکنوکریٹس اور دوسرے بہت سارے لوگ بے روزگار ہیں۔ اسی طرح ہمارے ہاں بھی لوگ کچھ توجہ تعلیم کی طرف دے رہے ہیں اور پڑھ رہے ہیں۔

ہم تو ہمیشہ سے آپ کی خدمت میں عرض کرتے چلے آ رہے ہیں کہ ہمارے صوبے کا 5.3 فیصد کا جو کوٹہ ہے اس پر بھی عمل درآمد نہیں ہو رہا۔ اس کو ابھی تک 1971 کی مردم شماری کے مطابق 3.5 فیصد کے حساب سے treat کیا جا رہا ہے۔ وہ

بھی اس طرح کرتے ہیں کہ بیس آدمیوں کو ایک دفعہ' تیس کو ایک دفعہ موقع دیا جا رہا ہے۔ جناب! جب یہ مسئلہ اشاریوں میں آ جاتا ہے تو رہا سہا بھی ختم ہو جاتا ہے۔وزیر زراعت صاحب تشریف فرما ہیں' ہمارے ساتھ وہ ہمدردی بھی رکھتے ہیں' تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں وفاق میں بے شمار ادارے ہیں' صوبے میں جناب! کچھ نہیں ہے۔ ہمارے ہاں تو زراعت develop ہی نہیں ہوئی ہے۔ ایک پٹ فیڈر کینال ہے اس سے کتنے لوگ برسرروزگار ہو سکتے ہیں۔ دوسرا جو torrential rain water ہے یا hilly areas ہیں جہاں پانی کا تعلق ہے وہ تو پانی سارا سمندر میں چلا جاتا ہے اور ضائع ہو جاتا ہے۔ہمارے پاس نہ ڈیمز ہیں' نہ چیک ڈیمز ہیں' نہ delay action dams ہیں' نہ بڑے بڑے ڈیمز ہیں۔ میرانی ڈیم جیسے منصوبے کھٹائی میں پڑے ہوئے ہیں۔

ہمارے پاس زراعت کو develop کرنے کے بے شمار chances ہیں لیکن اس طرف توجہ نہیں دی جا رہی۔ خدا کرے کہ یہ حکومت توجہ دے۔ ہماری تو ہمیشہ یہی آرزو' گزارش یہاں پر ہوتی ہے۔ اس وقت میں اس اہم مسئلے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے زرعی گریجویٹس بیچارے دھکے کھا رہے ہیں۔ ان کے نمائندے بلوچستان سے مایوس ہو کر یہاں اسلام آباد آئے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ پی اے آر سی' این اے ڈی پی' این اے آر سی' اے ڈی بی پی یا ایسے بے شمار ادارے ہیں۔ میں اس وقت صرف پی اے آر سی کی میں مثال دیتا ہوں جس میں چھ ہزار ملازمین ہیں اور اس کا ایک ذیلی ادارہ ہے بلوچستان میں اس کو ایرڈ زون کہتے ہیں۔ وہاں صرف دو افراد' بقول ان گریجویٹس کے 1952 سے اب تک بھرتی ہوئے ہیں بلوچستان سے' یعنی 1952 سے صرف دو افراد۔ جناب والا! ہم تو حیران ہیں کہ ہمارا جو کوٹہ بنتا ہے اگر اس کے مطابق بھی ہمارا حق دیں تو پھر بھی کوئی بات بنے۔ جناب چیئرمین صاحب! یہ تو ایک آئینی حق ہے۔ یعنی آئین میں بھی یہ درج ہے کہ جو less developed areas ہیں یا وہ صوبے جو پسماندہ ہیں ان کو بھی دوسرے صوبوں کے at par لانے کے لئے اس طرح

کوٹہ رکھا جائے گا کہ وہ کم سے کم مدت میں دوسرے صوبوں کے برابر آ جائیں۔ یہاں برابری تو درکنار، ہمارا جو اس وقت کوٹہ ہے اس پر بھی اگر عمل درآمد ہو جائے تو کافی حد تک مسئلہ حل ہو جائے گا۔

چیئرمین صاحب! نہ صرف زرعی گریجویٹس بلکہ سارے بیروزگار جو ہیں وہ برسر روزگار ہو جائیں گے، جیسے ڈاکٹرز ہیں، انجینئرز ہیں۔ کہیں بھی ہوں، اس میں گریجویٹ، پوسٹ گریجویٹ سب آ جائیں گے۔شرط یہ ہے کہ اس پر عملدرآمد ہو۔ یہاں زبانی تسلی تو بہت دی جاتی ہے ، یہ حکومت بھی دیتی ہے، اس سے پہلے بھی جو حکومت تھی وہ بھی یہی زبانی جمع خرچ کرتی رہی کہ نہیں صاحب ہمیں بلوچستان سے بڑی ہمدردی ہے اور آپ کو ہم سب کچھ دے دیں گے۔ یہ محض باتوں تک نہ ہو۔ میں یہ گذارشات اس لئے پیش کر رہا ہوں کہ حکومت جو ہے وہ توجہ دے گی اور واقعتاً کوئی عملاً اقدام اٹھائیں اور اب جبکہ ملازمتوں سے پابندی اٹھائی جا رہی ہے تو ہمارے لوگوں کو کم از کم ان کا جائز حق تو دیں۔

جناب چیئرمین: جی جناب وزیر برائے خوراک۔

جناب عبدالستار لالیکا: جناب چیئرمین! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ معزز سینیٹر ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ صاحب ہمیشہ مجھے کہتے رہے ہیں اور اس عرصہ کے دوران جب بھی وہ مجھے ملے ہیں تو انہوں نے اجتماعی مسائل پر میری توجہ دلائی ہے اور میں نے بھی حتی الوسع کوشش کی ہے کیونکہ ان کی یہ ایک صحیح کوشش اور اچھی کوشش ہوتی ہے کہ یہ جو بھی مسائل پیش کریں ان کو میرٹ کی روشنی میں حل کیا جائے۔ یہ گریجویٹس مجھے بھی ملے تھے اور میں معزز سینیٹر نے جو بات اٹھائی ہے۔ اس بات پر میں ان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ARID zone کی ڈیپارٹمنٹ میں جتنی بھی vacancies ہیں وہ پہلے advertise کی جائیں گی اور میں اس Floor of the House پر یہ assurance دلاتا ہوں کہ بلوچستان ہی کے جو زرعی گریجویٹس ہیں، انہی میں سے

selection کی جائے گی۔ وہ مجھے ملے تھے کہ ہم ایک ایسوسی ایشن کے عہدیداران ہیں' ہمیں contract base پر ملازمتیں دے دیں۔ تو میں نے ان سے عرض کی تھی کہ میں آپ کو اس بات کی یقین دہانی کرا سکتا ہوں کہ وہاں جو vacancies ہیں ان کو بلوچستان ہی کے لوگوں سے fill up کیا جائے گا۔ لیکن میرے لئے یہ مشکل ہو گی کہ میں اس کو بغیر advertise کئے آپ ہی لوگوں کو contract پر رکھ لوں۔ میری مشکل یہ ہے کہ اس کو advertise کیا جائے گا اور میں ایک بار پھر معزز سینیٹرز جن کا تعلق بلوچستان سے ہے' ان کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ ہم وہیں کے لوگوں سے ان vacancies کو پر کریں گے۔

جناب چیئرمین: نہیں تو یہ آپ کب کریں گے' نہیں نہیں آپ جلدی جلدی کریں ناں' کیونکہ معاملہ delay ہونے سے خراب ہوتا ہے۔ تاکہ ان لوگوں کی تشفی ہو۔

جناب عبدالستار خان لالیکا: جی the momemt it is advertised۔

جناب چیئرمین: جی مولانا صاحب۔

مولانا عبدالستار خان نیازی: جناب چیئرمین! مجھے اعتراض ہے کہ یہاں پر میرے بارے میں ایک اخبار کے رپورٹر نے لکھا کہ نیازی صاحب کو اونگھ آ گئی اور وہاں بیٹھے بیٹھے سو گئے۔ حالانکہ میں نے سب تقاریر سنی ہیں' جمیل الدین عالی' زاہد خان' مٹھ صاحب' اعتزاز احسن' حافظ فضل محمد اور مشاہد حسین کی تقاریر سنی ہیں اور میں *alert* تھا۔ بلکہ میں نے یہ بھی کہا کہ حافظ صاحب نماز کا وقت ہو رہا ہے' تقریر کو ختم کرو۔ پتہ نہیں اس کی بھینگی آنکھ ہے' ترچھی آنکھ ہے' کہتے ہیں کہ سو گیا ہے' یہ کیسی بات ہے۔ آپ آج بھی پوچھیں تو میں بتا سکتا ہوں کہ ان تقاریر میں کیا کہا گیا اس دن۔

جناب چیئرمین: ان کو تو نہیں پتہ ہے ناں کہ آپ جب گہری سوچ میں ہوتے ہیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ سو گئے ہیں۔ جی چوہدری انور بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! گذارش یہ ہے کہ آج Private

on the floor of the ہے۔ میں یہ گذارش کروں کہ میں کئی دفعہ Member's Day House دست بستہ request بھی کر چکا ہوں کہ پوائنٹ آف آرڈرز جو ہیں وہ قانون اور قاعدے کے مطابق اٹھائے جائیں۔ لیکن جناب نے اجازت دے رکھی ہے اور پوائنٹ آف آرڈر ہر روز ہوتے ہیں۔ آج 23 آئیٹم ہیں ایجنڈے پر۔ جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کم از کم پرائیویٹ ممبرز ڈے کے دن تو پوائنٹ آف آرڈرز نہ کریں۔ یہ گورنمنٹ کے بزنس کے دن بے شک کریں۔ لیکن کم از کم پرائیویٹ ممبرز ڈے آپ کا دن ہے، آپ نے یہ fix کیا ہوا ہے، 23 آئیٹم ہیں، یہ کیسے مکمل ہوں گے، کون سا ریزولیوشن آئے گا، کون سا بل آئے گا۔ اس لئے کم از ایک دن کو تو ان سے مستثنیٰ قرار دے دیں۔

جناب چیئرمین: جی زاہد خان ، آخری پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! اس دن جب بھنڈر صاحب preside کر رہے تھے تو ہم نے ایک پوائنٹ آف آرڈر raise کیا تھا، اس دن چونکہ یہاں پر کوئی وزیر موجود نہیں تھا تو وٹو صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ میں یہ پوائنٹ آف آرڈر نوٹ کرواتا ہوں اور جس دن کوئی وزیر آئیں گے۔ تو آج مشاہد حسین صاحب بیٹھے ہیں، جو میرا اور مسعود کوثر صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر تھا، تو اگر وہ اس کا جواب دے دیں۔

جناب چیئرمین: کیا پوائٹ آف آرڈر تھا۔

جناب محمد زاہد خان: جناب والا! وہ تو بہت لمبا ہے، وہ تو سپورٹس کے متعلق تھا کہ ہیڈکوارٹرز وہاں ہیں اور اس پر میں نے بہت کچھ بولا ہے، اگر آپ کہتے ہیں تو میں بتا دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں۔ پھر بات وہی ہو گی۔ In the meantime آپ بتا دیں ۔ ہم agenda شروع کرتے ہیں ، بعد میں پھر اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب محمد زاہد خان: جناب ! اگر آپ کہتے ہیں تو میں دوبارہ بیان کر دیتا

ہوں۔

جناب چیئرمین: نہیں' نہیں۔ دیکھیں ! آج Private Members' Day ہے۔ بہت ساری چیزیں ہیں جیسے بھنڈر صاحب نے فرمایا ۔ آپ ہی کا agenda ہے تو I will start with the agenda. In the meantime وہ مشاہد حسین صاحب کو بتا دیں گے کہ آپ کے کیا پوائنٹ تھے اور وہ بعد میں ان کا جواب دے دیں گے۔

جناب محمد زاہد خان: وہ تیاری کر کے آئے ہوں گے۔

جناب چیئرمین: نہیں' وہ تو لمبی بات ہے ۔

جناب محمد زاہد خان: لمبی بات ہے لیکن وہ detail بتا دیں گے تو کیا ہو گا۔

جناب چیئرمین: چلیں ۔ Adjournment Motion ہے حبیب جالب بلوچ صاحب کی۔ وہ آج نہیں ہیں۔ تو اس کو کیا کریں۔ OK جی ڈیفر کرتے ہیں۔ Normally Adjournment Motion ڈیفر نہیں ہوتے ہیں۔ اقبال حیدر صاحب Item No.2.

BILL TO AMEND THE GUARDIAN AND WARD ACT.

Syed Iqbal Haider : I beg to move for leave to introduce a Bill to amend the Guardian and Ward Act, 1890 [The Guardian and Ward (Amendment) Bill, 1999].

جناب چیئرمین: یہ ہے کیا ' ذرا تھوڑا سا بتائیں گے۔

Syed Iqbal Haider: Basically sir, this Bill is based on the recommendations given by theCommission headed by Mr. Justice Nasir Aslam Zahid, a Judge of the Supreme Court which was constituted to

remove discrimination against women.

Sir, basic object is to remove any form of discrimination in the Guardian and Ward Act against mothers and to bring mothers as equally competent and at par with other competent guardians. That is one. There is also the objective to delete redundant provisions like the provision we have the European, British subjects appearing in Section 6 and Section 19. It is no longer required. So, these are redundant words which need to be deleted.

Also, the one of the objectives of the Bill is to confer on the Guardian and Ward Court, the same power as of the Family Court under the Family Court Act. So, that will also help in disposal of the cases by the Guardian and Ward Court. Another point is to provide that the supreme consideration for appointment of guardian should be the welfare of the minor. That should be the main consideration. Where the welfare of the minor is ensured. That is one of the objectives.

Sir, as per the recommendations given by the Commission of Mr. Justice Nasir Aslam Zahid, I have moved this Bill to implement those recommendations. I am sure the government will have no objection, I hope . Thank you.

Mr. Chairman: Minister for Religious Affairs.

راجہ محمد ظفرالحق، جناب چیئرمین! یہ پرائیویٹ ممبر بل 1890 سے چل رہا ہے اور اس میں کوشش یہ کی گئی ہے کہ شریعت کے مطابق اس مسئلے کو حل کیا

جائے کیونکہ باقی مذاہب میں گارڈین کا اس طرح کا کوئی تصور نہیں ہے جو اسلام میں ہے کیونکہ بہت سارے ایسے قوانین ہیں جو قرآن اور حدیث میں موجود ہیں۔ تو یہ sensitive مسئلہ تھا ، لہٰذا ، ہم نے اسلامی نظریاتی کونسل سے کہا ہے کہ وہ اس پر غور کر کے ہمیں guide کرے تاکہ یہ ہاؤس بھی اس سے guidance حاصل کر سکے۔

ان کی کچھ میٹنگز ہو چکی ہیں۔ انہوں نے ایک سپیشل کمیٹی مقرر کی۔ اس کمیٹی کے چیئرمین جسٹس خضر حیات ہیں اور انہوں نے کچھ رپورٹ مرتب بھی کی ہے۔ میرے خیال میں کچھ وقت کے بعد وہ اس کو finalize بھی کر لیں گے۔ میں فاضل ممبر سے گزارش کروں گا کہ ہم اس کو اس وقت تک defer کریں تاکہ جب وہ آئے تو پھر اس پر صحیح طریقے سے بحث ہو سکے۔

جناب چیئرمین: کیوں جی اقبال حیدر صاحب۔

سید اقبال حیدر : اصولی طور پر تو میں راجہ صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کی اس ضمن میں جو سفارشات اور نقطہ نظر ہے اس پر بھی غور کیا جائے۔ میری تجویز یہ ہے کہ جب اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کی سفارشات آئیں گی تو اس وقت ہم کمیٹی کے سامنے دونوں پر غور کر لیں گے۔ بلکہ کمیٹی بھی ان سے مزید سفارشات لے سکتی ہے تو اس وقت اس بل کو refer کر دیا جائے to the committee concerned.

راجہ محمد ظفر الحق۔ مناسب یہی ہے اور جو کمیٹی کی سفارشات حتمی طور پر انہوں نے دی ہیں ان پر بحث بھی ہو گی ۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے سب سے بڑی سفارش ان سفارشات میں یہ بھی کی ہوئی ہے کہ legislation سے پہلے ان سے رائے لی جائے ۔

جناب چیئرمین۔ ان کی تجویز یہ ہے کہ legislation نہ کی جائے بلکہ کمیٹی میں زیر غور لایا جائے۔

راجہ محمد ظفر الحق ۔ اس کا فائدہ کیا۔ پہلی stage یہ ہے کہ House اس کو کمیٹی میں بھیجتا ہے کہ نہیں، کمیٹی کی stage آتی ہے پھر اس کے بعد دوسری آتی ہے۔ اگر وہ کوئی ایسی سفارشات کرتی ہے کہ معاملہ یہیں نمٹ جاتا ہے یا ہم اس سے اتفاق کر لیتے ہیں یا وہ کر لیتے ہیں پھر باقی exercise کا کیا فائدہ ہے؟

سید اقبال حیدر۔ راجہ صاحب کمیٹی میں بھی یہ تمام معاملات resovlve ہو سکتے ہیں۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ اگر کمیٹی سے پہلے معاملہ طے ہو جائے تو زیادہ بہتر نہیں ہے۔

سید اقبال حیدر۔ طے نہیں ہو سکتا۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ جیسے آپ نے اصولی طور پر اس پر اتفاق کیا ہے۔

سید اقبال حیدر۔ اس اصول پر میں بالکل متفق ہوں۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ بس متفق ہیں تو پھر ٹھیک ہے۔

سید اقبال حیدر۔ کہ Islamic Ideology Council کی رائے پر بھی غور کرنا چاہئیے لیکن یہ غور بہتر طریقے اور بہت احسن طریقے سے کمیٹی کے سامنے ہو سکے گا کیونکہ کمیٹی کے سامنے بیٹھ کر ایک ایک line پر غور ہو سکتا ہے جبکہ House میں general debate ہی ہوتی ہے۔ اس لئے میں چاہ رہا ہوں کہ کمیٹی دونوں پر یعنی میرے بل پر بھی غور کرے اور Islamic Ideology Council کی سفارشات پر بھی غور کرے۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ جناب اس کمیٹی کی رپورٹ میں کوئی زیادہ دیر نہیں لگے گی۔

سید اقبال حیدر۔ کمیٹی میں چلا جائے تو جناب کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ بات یہ ہے کہ کمیٹی میں بھی House نے ہی بھیجنا ہے اور میرے لئے سوال یہ ہوگا کہ I should have to put it to vote آپ concensus کر لیں تاکہ اس کے مطابق ہو۔

سید اقبال حیدر۔ اچھا یہ کب تک آ جائے گی۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ یہ جلدی آ جائے گی۔

سید اقبال حیدر۔ پھر دو ہفتے بعد لگا دیں۔

Mr. Chairman: It is deferred , for two weeks and we will take it up, O.K. Then next item is, item No. 4

انور بھنڈر صاحب۔

CONSIDERATION OF THE BILL

RE.THE CODE OF CRIMINAL PROCEDURE (AMENDMENT) BILL, 1995.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: I beg to move that the Bill further to amend the Code of Criminal Procedure, 1898 (The Code of Criminal Procedure (Amendment) Bill, 1995, as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

جناب چیئرمین۔ جی بھنڈر صاحب اس میں کیا ہونا ہے what do you do?

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے House کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے اس بل کے ذریعے دفعہ 431 ضابطہ فوجداری میں ترمیم پیش کی تھی کہ جب ایک آدمی اپیل دائر کرتا ہے تو اگر دوران اپیل وہ فوت جاتا ہے تو اس کی اپیل abate کر جاتی ہے، اس طرح اپیل ختم ہو جاتی ہے۔ اس

وقت موجودہ سیکشن 431 یہی کہتی ہے کہ جو فوت ہو جائے گا اس کی اپیل abate ہو جائے گی، اگر اس نے اس سزا کے خلاف اپیل کی ہے کہ چوری کی مقدمے میں ملوث تھا تو بھی abate ہو جائے گی، سمجھا یہ جائے گا کہ وہ فوت ہو گیا لیکن چوری کے الزام کا سزا یافتہ فوت ہو گیا۔ اگر خدا نخواستہ اس کے خلاف زنا بالجبر کا charge تھا تو اسے اسی charge میں سزا ہوئی تھی - وہ اپیل میں بری بھی ہو سکتا تھا لیکن وہ بری نہیں ہوا اور اسی charge میں ہی فوت ہو گیا۔ اس بات کو ہٹانے کے لئے میں نے یہ کہا ہے کہ جس ایک آدمی کو سزا ہوتی ہے تو اس کے ورثاء کو، اگر وہ چاہتے ہیں کہ ہم family پر دھبہ نہ لگنے دیں، اگر وہ چاہتے ہیں کہ ہماری family پر یہ کلنک کا ٹیکا نہ لگے اور اس کو ہم دھونا چاہتے ہیں تو کم از کم ان کو یہ اختیار ہو کہ وہ اس اپیل کو جاری رکھ سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اپنے خاندان کی عزت بہت بڑی جائیداد ہے - اگر ایک آدمی کا حق ہے، وہ جائیداد کا مقدمہ کرتا ہے اور اس کے بعد اس کو حق دعویٰ یا حق اپیل موجود رہتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی اس کا اپنا حق ہے کہ اگر اس کی family پر ایک داغ اور بدنما داغ آ رہا ہے تو اس کو دھونے کا اور اس کو عدالت سے فیصلہ لینے کا حق حاصل ہونا چاہئیے کہ وہ کلنک کا ٹیکا اس family پر ہمیشہ کے لئے قائم نہ رہے۔

اس میں، میں نے یہ رکھا ہے کہ اگر ایک آدمی اپیل دائر کرنے سے پیشتر ہی فوت ہو جاتا ہے تو پھر بھی اس کے ورثاء کو حق اپیل موجود رہے اور وہ اپیل دائر کر سکیں۔ اگر وہ اپیل دائر کرنے کے بعد فوت ہو تو بھی ان کو یہ حق حاصل ہو کہ اگر وہ یہ چاہیں تو وہ اپنی اس بدنامی کا دھبہ دھو سکیں - ان کو یہ اختیار ہونا چاہیے یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ اپنے ذہن کی ہی اختراع ہو - Judicial Committee of the House of Lords میں 1994 میں یہ مسئلہ آیا اور انہوں نے کہا کہ اس پر ہاؤس کو legislation کرنی چاہیے اور یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ بات ایسے ہی نہ چلی

جائے کہ اگر ایک آدمی فوت ہوگیا تو وہ اپنا بدنما دھبہ یا داغ یا اپنی سزاء لے کر ہی فوت ہو گیا' یہ چیز اس کے ورثاء کیلیے ہونی چاہیئےکیونکہ اگر وہ نہیں چاہتے ہیں تو نہیں ہوگا وہ continue نہیں کریں گے لیکن اگر وہ چاہیں گے تو یہ continue ہو سکے گا ۔ میں نے 431 کو اس طرح سے amend کرنے کی کوشش کی ہے ہاں البتہ جو اختیار 431 میں تھا کہ اگر حکومت نے acquittal کے خلاف کوئی اپیل کی ہے تو وہ abate ہو جائے گی ۔ سیکشن (2) 431 Sub section جو ہے وہ اس کا اسی طرح رہے گا لیکن اس کے باقی provisions کو amend کرنا چاہتا ہوں اور ایوان سے استدعا کرتا ہوں کہ اس کو پاس کر دیں ۔ یہ بےضرر سی ترمیم ہے ۔

جناب والا! اس ایوان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ کمیٹی نے تجویز کی تھی کہ اس کو Council of Islamic Ideology میں بھیج دیا جائے لیکن میں عرض کروں گا کہ یہ درست ہے کہ ضمان کا تصور موجود ہے ' جرمانے کا تصور موجود ہے ' ارش کا تصور موجود ہے لیکن ایسی بات کوئی نہیں کہ جس کا Islamic law سے conflict ہوتا ہو یا اس کی نفی ہوتی ہو ۔ لہذا جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اگر حکومت کو اس میں اعتراض نہ ہو تو یہیں پاس کر لیا جائے اور اگر ایوان بھی اتفاق کرے تو اس کو پاس کر دیا جائے تاکہ یہ جلد از جلد قانون بن سکے اور عوام کو یہ حق مل سکے۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی ۔ جناب والا! مجلس قائمہ کے لئے بہت احترام کے ساتھ عرض کروں گا کہ انہوں نے ضرور کہا لیکن یہ بالکل غیر ضروری ہے یوں تو پھر ہر بات آپ اسلامی نظریاتی کونسل کو ریفر کرتے چلے جائیے۔ سینکڑوں legislations ایسی ہوئی ہیں اور اب بھی propose ہو رہی ہیں ۔ ان کو تیرہویں ترمیم ' چودہویں ترمیم بھی نہیں گئی یہ بڑی اہم amendments تھیں ۔ چاہے ایوان کا اتفاق ہو چاہے کچھ ہو لیکن ان کے بارے میں بھی کہا جا سکتا تھا کہ اسلام کا نکتہ نظر دیکھا جائے ۔ اسلام کے نکتہ نظر سے خود بھنڈر صاحب نے بھی دیکھا He is a good Muslim مجھ گنہگار

کے باوجود یہاں کچھ بہت اچھے فاضل لوگ ہیں ، علماء ہیں ، ڈاکٹر جاوید اقبال ہیں ہمارے پاس جسٹسز ہیں ، میرا خیال ہے کہ ہر بات پر حکومت کا یا قائمہ کمیٹی کے لئے اصرار کرنا ، ٹالنے کے مترادف ہوتا ہے ۔ اس پر بھنڈر صاحب نے بہت محنت کی ہے میں ان کی تائید کرتا ہوں ۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا! میں تجویز کر رہا ہوں کہ اس کو پاس کر لیا جائے اگر ان کو اعتراض نہ ہو۔

جناب چیئرمین ۔ بل کے متعلق کوئی کچھ کہنا چاہتا ہے ۔ جی مولانا صاحب۔

حافظ فضل محمد ۔ بل کے متعلق تو میں کچھ نہیں کہنا چاہتا ۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو قابل اعتراض ہو لیکن جہاں تک عالی صاحب کی یہ بات ہے کہ ہر ہر بات کو ہمیں اسلامی نظریاتی کونسل کے پاس نہیں بھیجنا چاہیئے ۔ میرے خیال میں یہاں کوئی ایسی بات آئی بھی نہیں ، نہ کبھی اس طرح کا کوئی قانون آیا ہے کہ وہ ہم نے یہاں سے وہاں بھیجا ہو اور بنیادی طور پر میرے خیال میں ہونا بھی اس طرح چاہیئے ۔ البتہ اگر انتظامی معاملات میں کچھ سست روی ہے تو وہ یقیناً" دور ہونی چاہیئے۔

جہاں تک اس مسئلے کا تعلق ہے کہ وہاں نہیں بھیجنا چاہیئے یہ تو میرے خیال میں ہمارے لئے وہی مسئلہ بن جائے گا کہ ہم آئین کے حوالے سے بھی ، جس کا ہم نے حلف اٹھایا ہے ، اس کے پابند ہیں اور ابتدا ہی سے ہم وہ مادر پدر آزاد نہیں ہیں جیسا کہ یورپ میں قانون سازی ہے وہاں تو وہ مرد کو عورت قرار دے سکتے ہیں عورت کو مرد قرار دے سکتے ہیں ، حلال کو حرام قرار دے سکتے ہیں اور حرام کو حلال قرار دے سکتے ہیں ، رات کو دن کہہ سکتے ہیں ، دن کو رات کہہ سکتے ہیں ، ہم اس طرح مادر پدر آزاد نہیں ہیں ، ہم مسلمان ہیں ہم ایک ضابطہ حیات کے پابند ہیں جو ایک اٹل، فطری، آفاقی اور ابدی نظام ہے اور اسی کے تحت ہم آئین کے مطابق حلف بھی

اٹھاتے ہیں۔ لہذا ہمارے بہت سے ایسے ساتھی ہیں ' اگر میں عالی صاحب سے اسلام کے حوالے سے چند مسائل پوچھوں تو شاید ان کو اس حد تک پتہ نہ ہو کہ حدیث کیا ہے؟ حدیث کی حیثیت ہے؟ اس کا قانون سازی میں کیا کردار ہے؟ فقہ کو اسلامی قانون میں کیا کردار حاصل ہے؟ قرآن میں اس کے کتنے احکام ہیں اور اس کی کتنی اقسام ہیں؟ ہر ایک آیت کی الگ الگ حیثیت ہوتی ہے۔ اس حوالے سے شاید ان کو یہ پتہ نہ ہو۔ تو یہ نہ ہو کہ ہم یہاں ایسے قانون بنائیں---

(مداخلت)

حافظ فضل محمد : عالی صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔ ہم نے کبھی آپ کی تقریر میں مداخلت نہیں کی۔ آپ کو بھی مداخلت کی اجازت نہیں ہے۔ آپ بوڑھے آدمی ہیں۔ ہم آپ کا احترام کرتے ہیں لیکن اگر آئندہ آپ نے اس طرح کی حرکت کی تو جب آپ بولیں گے تو پھر ہم بھی جو مرضی ہو گی کہیں گے۔

جناب چیئرمین : عالی صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔ یہ بات کرلیں پھر میں آپ کو موقع دے دوں گا۔

حافظ فضل محمد : جو کچھ وہ کہنا چاہتے ہیں کہیں لیکن یہ انتہائی *** حرکت ہے۔

جناب چیئرمین : مولانا صاحب! یہ غلط بات ہے۔ اس لفظ *** کو expunge کیا جائے۔

حافظ فضل محمد : یہ بالکل غلط حرکت ہے۔ اس کی ہم مذمت کرتے ہیں۔ ایک عام آدمی سے بھی اس بات کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ یہ تو اپنے آپ کو انتہائی سلجھے ہوئے ادیب ' شاعر اور پتہ نہیں کیا کیا سمجھتے ہیں اور کیا کیا القابات اپنے لئے استعمال کرتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ قرآن ہے' حدیث ہے' تہذیب ہے' قانون ہے'

(*** الفاظ بحکم جناب چیئرمین صاحب حذف کئے گئے۔)

آئین ہے، ادب ہے، اخلاق ہے مگر کسی میں بھی اجازت نہیں ہے کہ ایک ممبر کسی موضوع پر بول رہا ہو اور دوسرا اس میں مداخلت کرے۔ کوئی یہ تو بتا دے۔

جناب چیئرمین : یہ بالکل صحیح ہے اور میں اس سے اتفاق کرتا ہوں لیکن سب اسی طرح کرتے ہیں۔

حافظ فضل محمد : سب غلط کر رہے ہیں۔ جو بھی کرتے ہیں وہ غلط کرتے ہیں۔ یہ غلط حرکت ہے۔ ہر ایک کو موقع ملنا چاہیئے کہ وہ اپنے دلائل پیش کرے پھر دوسرے اٹھ کر اپنے دلائل پیش کریں۔ ہم نے کبھی اس طرح کی حرکت نہیں کی ہے۔ لہذا، مجھے اس بات پر حد سے زیادہ غصہ آتا ہے کہ میری تقریر میں کوئی اس طرح کی حرکت کرے۔

جناب عالی! اسلام کے حوالے سے اس قسم کے جو بل آتے ہیں، سب سے پہلے ان کو اسلامی نظریاتی کونسل میں بھیجنا چاہیئے۔ جب ہم نے ایک ادارہ بنایا ہے۔ اس پر کروڑوں روپے ہم خرچ کر رہے ہیں۔ اس کے لئے ہم نے بلڈنگ بنائی ہے۔ اس کے لئے اخراجات کئے ہیں۔ یہ آئینی ادارہ ہے اور اسے آئینی تحفظ حاصل ہے۔ وہ کس کام کے لئے ہے۔ وہ اسی لئے ہے کہ پارلیمنٹ کی راہنمائی کرے۔ اس کے علاوہ یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ عالم ہو اور اس کو تمام جزیات کا پتہ ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمیں یہاں فراغت نہیں ہے۔ مطالعے کی فرصت نہیں ہے۔ دوسری مصروفیات کی وجہ سے ہم مطالعہ نہیں کر سکتے۔ وہ لوگ خالصتاً اس کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ جزیات کو پرکھتے ہیں اور باریک بینی سے ان کا مطالعہ کرتے ہیں۔ ان کا کام یہی ہے۔ اسی کے لئے وہ تنخواہ لیتے ہیں۔ اسی کے لئے ان کو الاؤنس ملتے ہیں۔ ایک ادارہ ہم نے خود بنایا ہے، آئین میں اس کو تحفظ دیا ہے تو وہ ہماری راہنمائی کریں۔ یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ ہم یہ کہیں کہ بھئی! ہم تو خود عالم ہیں، ہمیں ان کی راہنمائی کی کیا ضرورت ہے؟ یہ اس لئے نہیں ہے کہ ہم فارغ نہیں ہیں۔ ہم مطالعہ نہیں کر سکتے ہیں۔ ہمارے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں۔ ہمارے پاس لائبریری نہیں ہے۔ ہم دوسری مصروفیات کی

وجہ سے فارغ نہیں ہیں۔ لہذا میں اس کی مکمل حمایت کرتا ہوں کہ اس قسم کا جو بھی بل آئے پہلے اسلامی نظریاتی کونسل میں جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین : جی عالی صاحب۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی : جناب چیئرمین! آپ کے توسط سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ خود دیکھ لیں کہ جو الفاظ انہوں نے میرے لئے استعمال کئے ہیں وہ استکبار علماء کی ذیل میں آتے ہیں یا نہیں آتے ہیں۔ یہ فتویٰ وہ خود دے دیں۔ میں ایک کلمہ گو ہوں۔ میری عمر ۷۳ برس سے زیادہ ہے۔ میں مولانا مفتی کفایت اللہ، مفتی ہند کے قدموں میں بیٹھا ہوں۔ میں مولانا شبیر احمد عثمانی کے قدموں میں بیٹھا ہوں۔ میں مولانا ایوب دہلوی کے اور بہت سے علماء کے خاص مصاحبین میں سے ہوں۔ مولاناصاحب نے جاہل فرمایا، کوئی بات نہیں ہے، میں شاید ان کے مقابلے میں جاہل ہی ہوں۔ اس certain factor میں شاید جتنا میں جانتا ہوں وہ اتنا نہ جانتے ہوں اگر جانتے ہوں تو بہت اچھی بات ہے۔ انہوں نے یہ فرمایا کہ میں حدیث سے بے بہرہ ہوں۔ یہ ایک صریح الزام ہے۔ ایک مسلمان پر اپنی حد کے مطابق حدیث سے واقفیت لازمی ہے۔ اگر لازمی نہیں ہے تو وہ بمنزل کفر ہوتا ہے۔ میں یہاں اس ایوان میں مولانا سے عرض کرتا ہوں کہ جو صحاح ستہ ہیں، معروف احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ان میں سے یہیں ہاؤس میں مجھ سے پوچھ لیں کہ میں اس حدیث کے معنی جانتا ہوں یا نہیں جانتا ہوں یا اس کے بارے میں کیا کہتا ہوں۔ اسی ہاؤس کو آپ چیک کر سکتے ہیں، جس میں اور بھی علماء بیٹھے ہیں اس طرح کا کسی مسلمان پر ایک عالم دین کی طرف سے الزام لگانا، ظاہر ہے کہ وہ عالم دین مانے جاتے ہیں۔ میں نے تو اپنے آپ کو کبھی یہاں ادیب، شاعر نہیں کہا، مولانا بہت personal ہو جاتے ہیں اور ہو گئے ہیں۔ میرا خیال ہے اس پر وہ تنہائی میں اگر افسوس نہیں کریں گے تو اللہ تعالےٰ کے ہاں میں ایک پیشن گوئی کرتا ہوں، اس وقت میں نہیں ہوں گا لیکن اللہ

تعالےٰ کے ہاں ان کا اس بات پر مواخذہ ہو گا کہ ایک مسلمان کو ، جس نے وہ نغمہ لکھ رکھا ہے جو عالم اسلام میں translate کیا گیا اور accept ہوا۔

ہم تابہ ابد سعی و تغیر کے امیں ہیں

ہم مصطفوی مصطفوی مصطفوی ہیں

اللہ اکبر! جناب میں اس نغمے کا مصنف ہوں اور پاکستان میں یہ ہر حکومت نے چلایا ہے اور ہر حکومت چلاتی ہے اور تمام عالم اسلام میں اس کا ترجمہ ہوا ہے اور جب Heads of the States ملتے ہیں اور conference ہوتی ہے یا Foreign Ministers ملتے ہیں تو یہ تمام stations سے چلایا جاتا ہے اور تمام جگہ ترجمہ ہو چکا ہے - ایسے آدمی کو جناب مولانا کس آسانی سے ، ظاہر ہے میں عالم ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتا، کوئی بھی آدمی نہیں کر سکتا ، مجھ جیسا ، علماء کا تو دوسرا مقام ہوتا ہے - شاید مولانا کر سکتے ہیں اور بجا طور پر کر سکتے ہوں گے۔ مجھے ان پر اعتراض نہیں ہے لیکن مجھ جیسا آدمی یہ تو دعویٰ نہیں کرتا لیکن یہ کہ اگر کوئی ایک آدمی کو جو یہ کہے، میں نے کیا کہا جناب ؟ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ ہر ایسی چیز کا Islamic Ideological Council کو بھیجنا میرے رائے میں ضروری نہیں ہے ، بھنڈر صاحب کی رائے میں بھی ضروری نہیں جنہوں نے جناب move کیا تھا۔ ان کی رائے میں بھی ضروری نہیں تھا، سب سے پہلے تو انہوں نے بات کی تھی۔ تو ان کو تو مولانا صاحب نے معاف کر دیا۔ اور میر ی بار میرا نام ایک بار لیا تھا تو میں چپ رہا۔ دو بار میرا نام لیا تھا میں چپ رہا۔ لیکن مجھے ہی انہوں نے جو target بنایا ہے تو اس کی وجہ اگر کوئی اور ہے تو میں ان سے دست بستہ معافی مانگتا ہوں۔ اگر اس کی وجہ یہ موقف ہے میرا تو اس پر میں پورے اپنے دل و جان کے ساتھ قائم ہوں کہ ایسی سادہ سی چیز ، Islamic Ideology Council کو اس لئے اتنی ضروری نہیں کیونکہ وہ میری رائے میں demand نہیں کرتی - میں نے Islamic Ideology Council کے متعلق کوئی

توہین آمیز الفاظ استعمال نہیں کئے۔ میں نے قطعاً یہ نہیں کہا کہ اس میں علماء نہیں ہیں۔ میں نے قطعاً یہ نہیں کہا کہ اس میں competent people نہیں ہیں - میں نے اس بات کو discuss ہی نہیں کیا ۔ انہوں نے مجھ سے یہ بات منسوب فرما دی کہ گویا میں Islamic Ideology Council کو انپڑھوں کی کوئی جماعت سمجھتا ہوں خدا نخواستہ ، قطعاً نہیں۔ میں نے اس کے بارے میں کچھ کہا ہی نہیں، میں کیا سمجھتا ہوں ، یہ میں جانتا ہوں۔ میرا اللہ جانتا ہے۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جناب! ان کے نقطہ نظر کی سمجھ آ گئی۔ شکریہ۔ ڈاکٹر حئی صاحب۔

ڈاکٹر عبد الحئی بلوچ۔ جناب چیئرمین صاحب! جو ترمیم جناب محمد انور بھنڈر صاحب نے ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ میں تجویز کی ہے میں سمجھتا ہوں یہ مناسب ترمیم ہے اور اس کو آنا چاہیئے۔ واقعتاً ایسے واقعات بہت ہوئے جہاں اپیل کنندہ یا فوت ہو جاتے ہیں یا اپیل کے دوران ہی وہ دنیا سے رحلت فرما جاتے ہیں ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ورثہ کو اگر یہ حق دیا جائے کہ وہ اس کی اپیل کرے اور اپنے خاندان کے بارے میں ممکن ہے اس فیصلے سے وہ مطمئن نہ ہوں ۔ تو یہ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری روایت کے بھی مطابق ہے اور ایک اچھی تجویز ہے ۔ تو اس پر حکومت کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے اور اس کی میں حمایت کرتا ہوں۔

Mr. Chairman: Hussain Shah Rashdi Sahib.

Mr. Hussain Shah Rashdi: Mr. Chairman, I think the amendment moved by Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder is of vital importance and I strongly support it.

The instances that Senator Bhinder has quoted are relevant and I also have come across certa in instances where family, after three

generations is still feeling ashamed of what their grand parents had done because they were not able to get the stigma removed. It is a very relevant amendment. It is a very imprortant amendment. It is a very urgent amendment, and at the same time I also support the suggestion that this matter should not be referred to the Islamic Ideology Council. The Islamic Ideology Council is already burdened with so much work and if we keep on sending every amendment to them, it is going to cause delay as it has caused delay in many other matters. Therefore, with these words, Mr. Chairman, I support the amendment and request the House through you to pass it today.

Mr. Chairman: Yes, please Wattoo Sahib.

میاں محمد یسٰین خان وٹو ۔ یہ واقعی بڑی مفید ترمیم ہے اور اس سے ان لوگوں کے ورثاء کو جو بیچارے بدقسمتی سے فوت ہو جائیں اور ان کی اپیل کا فیصلہ نہ ہو ۔انہیں اپنی بے گناہی ثابت کرنے کا موقع ملے گا ۔ اور اس حیثیت سے میں اپنے دوست عبدالحئی صاحب اورباقی اپنے فاضل دوست راشدی صاحب اور دوسرے احباب کی رائے کا احترام کرتے ہوئے اور ان کے دلائل کو تسلیم کرتے ہوئے میں بھی یہ محسوس کرتا ہوں کہ اس بل کو اسلامی نظریاتی کونسل کو ریفر کرنے کے بجائے یہیں پاس کردیا جائے ۔ اور حکومت اس کو سپورٹ کرتی ہے۔

جناب چیئرمین۔بھنڈر صاحب ' یہ جو آپ نے 431 کی clause 3 کی ترمیم دی ہے - یہ کیا ہے ؟

What does this mean? Every appeal under sub-section (2) of section 411(a) or 417 shall abate.

یہ کونسی appeals ہیں

چوہدری محمد انور بھنڈر۔جناب والا ' اس میں کچھ اپیلیں ہیں ۔ ایک تو عام اپیلیں ہیں۔ ایک اپیل جو ہے اس میں original side ہائیکورٹ کی اس میں آتی ہے۔ میں عرض کر دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین۔یعنی اس کو آپ کیوں کہتے ہیں کہ اس کو abate نہ کریں اور باقی abate کر جائیں یہ کیا ہے ؟ I want to understand کہ اس کا کیا مطلب ہے؟

چوہدری محمد انور بھنڈر۔جناب 431 پڑھ دیتا ہوں ۔

جناب چیئرمین۔431 کا تین جو ہے ۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔جی ہاں ۔

جناب چیئرمین۔آپ نے substitute کیا ہے ۔ آپ نے کہا ہے اس کو substitute کیا جائے تو 431(3) کیا ہے یہ کیا ہے ؟

چوہدری محمد انور بھنڈر۔میں عرض کرتا ہوں جی

431(3) every appeal under sub-section (2) of Section 411(a) or Section 417shall abate on death of the accused.

اگر جناب سرکار نے کسی آدمی کے خلاف اپیل کی ہوئی ہے اور وہ آدمی فوت ہوگیا ہے ۔ تو وہ abate ہو جائے گی ۔ تو وہ استثناء ہے اس کو برقرار رکھا ہے ۔

Mr. Chairman: O.K. So, I will put this motion now before the House.

It has been moved by Mr. Muhammad Anwar Bhinder that the Bill further to amend the Code of Criminal Procedure, 1898 { The Code of Criminal Procedure (Amendment) Bill 1995}, as reported by the Standing

Committee, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is adopted. I will now take the amendment clause by clause. The question is that clause (2) do form part of the Bill?

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause (2) forms part of the Bill. The question is that clause (1) Short Title, Extent and Commencement and the Preamble do form part of the Bill?

(The motion weas adopted)

Mr. Chairman: Clasue (1), Short Title, Extent and Commencement and the Preamble do form part of the Bill.

Now please read out Item No.5.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I beg to move that the Bill further to amend the Code of Criminal Procedure, 1898 {The Code of Criminal Procedure (Amendment) Bill, 1995}, be passed.

Mr. Chairman: It has been moved by Mr. Muhammad Anwar Bhinder that the Bill further to amend the Code of Criminal Procedure 1898 {The Code of Criminal Procedure (Amendment) Bill, 1995}, be passed.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: The Bill is passed. Item No.6.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I beg to move that the

Bill further to amend the Code of Civil Procedure { The Code of Civil Procedure (Amendment) Bill, 1995}, as reported by the Standing Committee be taken into consideration at once.

جناب چیئرمین۔جی یہ کیا ہے ۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔جناب والا ' یہ ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۹۶ کے بعد ' دفعہ ۹۶ اپیل کے متعلق ہے ۔ اور اس کے بعد دفعہ ۹۶(اے) میں اس میں add کرنا چاہتا ہوں ۔ اکثر جناب والا ' آپ نے دیکھا ہوگا کہ بہت سے suits دیوانی عدالتیں consolidate اور اکٹھے کردیتی ہیں ۔ اور ان کا فیصلہ اکٹھے کیا جاتا ہے ۔ اور جب فیصلہ اکٹھا کیا جاتا ہے تو چار پانچ suits جو ہیں وہ اکٹھے ہی ایک ججمنٹ کے ذریعے سے تمام کے تمام فیصلہ کر دیئے جاتے ہیں ۔ اس کے بعد سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہر suit میں فیصلہ ایک ہی ہے ۔ ایک فیصلے کے خلاف یا ایک ڈگری کے خلاف ایک ہی اپیل ساروں کے لئے کافی ہو یا اس کے لئے الگ الگ اپیلیں دائر ہوں ۔ الگ اپیلیں دائر کرنے کے لئے ان parties کو الگ زیربار بھی آنا پڑتا ہے ۔ اور ان کے لئے مشکلات بھی پیدا ہوتی ہیں ۔ اور عدالتوں نے مختلف اوقات میں یہ قرار بھی دیا ہے کہ یہ پروسیجر جو ہے یہ cumbersome procedure ہے ۔

ہر ایک کی اگر ایک ججمنٹ ہے تو ایک ججمنٹ کی ایک ہی اپیل کافی ہونی چاہیئے ۔ یہ نہیں ہے کہ اگر 7 suits کا فیصلہ ہوا ہے تو وہ شخص ۷ اپیلیں دائر کرے۔میں نے اس میں یہ تجویز کیا ہے کہ یہ نیا سیکشن add کرنے کے بعد ایک ڈگری اور ایک ججمنٹ کے خلاف ایک ہی اپیل کافی ہو اور کسی کو زیر بار نہ ہونا پڑے اور چھ یا سات جتنے بھی suits ہیں اتنی اپیلیں دائر نہ کرنا پڑیں۔جناب والا! اس چیز کے متعلق 1992 Supreme Court monthly review 979 اور 1993 CLC 1367 میں عدالتوں نے قرار دیا ہے کہ ایک اپیل ہوسکتی ہے اور اس کے لئے قانون میں

ترمیم ہونی چاہیئے کہ یہ ایک اپیل کے ذریعے بھی ہو سکے تاکہ یہ نہ ہو کہ کوئی عدالت یہ فیصلہ کرے کہ نہیں ، سات اپیلیں ہونی چاہیئں ، کوئی عدالت یہ فیصلہ کرتی ہے کہ نہیں ، ایک اپیل ہی کافی ہے ۔تو consolidated صورت میں ایک اپیل کافی ہو گی ۔ اس کے لئے میں نے اس قانون میں specifically اس شق کے ذریعے اور اس سیکشن کی ایڈیشن کے ذریعے واضح کر دیا ہے تاکہ عوام کے لئے ، لوگوں کے لئے ، litigant public کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جو مختلف suits میں involve ہو جاتے ہیں، آسانی پیدا کرنے کے لئے کہ جب واقعات ایک ہیں ، مقدمہ ایک ہے ، فیصلہ ایک ہے تو پھر چھ یا سات اپیلیں کرنے کا کوئی جواز نہیں بنتا ۔ اس ترمیم کے ذریعے صرف ایک سیکشن add کیا گیا ہے۔ یہ قانون یہی چیز lay down کرتا ہے ۔میں آپ کی وساطت سے سارے ہاؤس سے یہ استدعا کروں گا کہ اس کو approve کر دیا جائےکیونکہ اس سے بہت لوگوں کو فائدہ پہنچے گا اور لوگوں کی پریشانی اور تکلیف کم ہو گی۔

Mr. Chairman: Now, any comment on this from this side of the House. Yes, Iqbal Haider sahib.

سید اقبال حیدر۔جناب ! Civil Procedure Code میں انہوں نے جو ترمیم پیش کی ہے ، ظاہری طور پر تو بہت اچھی لگتی ہے لیکن اس کا ایک ٹیکنیکل پہلو ہے کہ اگر ایک ججمنٹ سے چھ cases یا suits dispose of ہوئے اور باقی suits میں defendant یا plaintiff اپیل پیش نہیں کرنا چاہتے اور اگر ایک defendant یا plaintiff نے اپیل دائر کی ہے تو اس کا فائدہ یا نقصان باقی جنہوں نے نہیں کی ان کو نہیں ہونا چاہیئے۔ ایک یہ پہلو ہے۔ کسی لیگل ایشو پر اپنی اپنی رائے ہوتی ہے یا اپنے اپنے مفادات ہوتے ہیں، صرف یہ پہلو ہے۔ میں اس کے اوپر چاہوں گا کہ mover تھوڑی سی روشنی ڈال دیں۔ اگر آپ اس پہلو کو دیکھیں کہ 5 suits ہیں suits club' ہو گئے ، 5 suits میں common issues involved ہیں ' common point of law

پر وہ club ہوتے ہیں یا common parties ہوں تب suits club ہوتے ہیں۔ یہ ہونے کے بعد ہو سکتا ہے جیسے بعض اوقات ہوتا ہے کہ ۶ بنک ہیں، انہوں نے ایک کمپنی کو sue کیا، suits club ہو گئے۔ dispose ہو گئے by one judgement. ایک بنک کے ساتھ ان کی ڈیل ہو گئی۔ اس نے ان کا اکاؤنٹ settle کر لیا۔ اس نے اپیل نہیں کی باقی بنک کر رہے ہیں۔ تو یہ پہلو دیکھ لیں کہ اس کا کوئی منفی اثر ان لوگوں پر نہ پڑے جو دانستہ طور پر اپیل فائل نہیں کرنا چاہتے یا ان لوگوں کو نقصان نہ ہو یا ناجائز فائدہ نہ ہو میری نظر میں صرف یہ ایک پہلو تھا۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا! ----

جناب چیئرمین۔ ادھر کی بھی بات سن لیں پھر آپ finally اس کا جواب دے دیں۔ زاہد خان صاحب! آپ اس پر کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

جناب محمد زاہد خان۔ مشاہد حسین صاحب میرے پاس آئے تھے تو میں نے ان کو سمجھا دیا تھا کہ میرا پوائنٹ آف آرڈر کیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ میں جواب دیتا ہوں---

جناب چیئرمین۔ ابھی تو ہماری سول پروسیجر کوڈ پر بات چل رہی ہے۔ حئی صاحب۔

جناب محمد زاہد خان۔ ان کو کہہ دیں کہ آ کر جواب تو دے دیں۔

جناب چیئرمین۔ جو معاملہ زیر غور ہے اس کو نمٹا لیں۔ حئی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ سول پروسیجر کوڈ کی جو ترمیم معزز بھنڈر صاحب نے پیش کی ہے اور ایک اپیل کی جو بات کی ہے واقعی اس سے فائدہ ہے۔ اس کی وجہ سے لوگ خرچ سے بچ جائیں گے اور قانون میں اگر یہ بات آ جائے، ترمیم میں یہ بات آ جائے۔ ویسے تو عدالتیں مجاز ہیں کہ وہ جو بھی فیصلہ دیں مختلف طریقوں سے مختلف حق ہیں اپیل کے چھ یا سات۔ ویسے اگر کیس اور مقدمہ ایک ہے اس کا مطمع نظر ایک ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہتر تجویز ہے۔ اس میں میرے جیسے lay man

کو بھی ایسے نظر آتا ہے کہ جو دوسرے لوگ اپیل نہیں کریں گے تو انکو کوئی فائدہ یا نقصان نہیں ہوگا ۔ بلکہ یہ ایک آسان اور سہل طریقہ ہے جس سے مقدمہ بازی میں کچھ آسانی ہو جائے گی ۔ لوگوں کو ریلیف ملے گا ۔ میں اس حوالے سے اس ترمیم کی حمایت کرتا ہوں ۔

جناب چیئرمین۔جی انور بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔جناب والا ' جناب اقبال حیدر صاحب نے واقعی ایک point raise کیا ہے۔ لیکن میں ان کی خدمت میں یہ مودبانہ عرض کروں گا ۔ کہ جہاں بھی suits consolidate ہوتے ہیں ۔ تو آپ کے تجربے میں ہے ۔ اور بڑی اچھی طرح سے آپ جانتے ہیں کہ جتنے بھی وہ دوسرے لوگ suits میں فریق ہوتے ہیں وہ respondents بنائے جاتے ہیں ایک suit میں ۔ amended plaint آتی ہے اس amended plaint میں وہ فریق بنتے ہیں ۔ اور وہ سارے کے سارے فریق ہوتے ہیں ۔ اور جب اپیل دائر ہوتی ہے ایک اپیل دائر ہوگئی تو سارے کے سارے فریق بنیں گے ۔ ان میں سے کوئی ایسا نہیں ہوگا جو omitted ہوگا ۔ اور اس کو سنے کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں ہوگا ۔ اسے پورا حق ہوگا کہ وہ اپنی بات کرسکے وہ اپنا موقف بیان کرسکے ۔ کیونکہ وہ respondent ہوگا ۔ یہ نہیں ہےکہ اگر اے نے بی کے خلاف کیا ہے تو اپیل میں اے اور بی ہی ہوں گے ۔ کیونکہ suit جب consolidate ہوتے ہیں تو سارے کے سارے جو ہیں وہ respondent بنا دیئے جاتے ہیں ایک plaintiff رہتا ہے باقی سات **suit** والے سب respondents ہوتے ہیں اور جب اے اپیل دائر کرے گا تو ان سب کو فریق بنائے گا ان سب کو سنا جائے گا ان سب کو سننے کے بعد فیصلہ ہوگا ۔ اور اس لحاظ سے یہ نہیں ہے کہ کسی کے حقوق پر کوئی زد پڑے گی یا نہیں کرنا چاہتا یا اس کو حق نہیں پہنچے گا ۔ نہیں کرنا چاہتا تو وہ کہے کہ میں نہیں کرنا چاہتا۔ اگر وہ کرنا چاہے گا تو وہ agitate

کرے گا کہ میرا موقف یہ ہے اور میں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں ۔ اس لئے کسی کا
prejudice cause نہیں ہوگا ۔ اور تمام کے تمام فریقین جو ہیں وہ عدالت کے سامنے
ہوں گے ان کو سننے کے بعد عدالت اس اپیل کا فیصلہ کرسکے گی۔

Syed Iqbal Haider: With utmost respect I would just like to clarify that consolidation of the suits does not result in amendment of the plaint.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Necessarily.

Syed Iqbal Haider: Not necessarily, in Sindh, we do not have this practice at all. In Sindh High Court we have several cases which are consolidated but sometimes, they are with different parties but with a common point of law, sometimes they are consolidated because the parties are the same and they are in the form of a counter suit. They are clubbed together but the clubbing does not result in amendment of the plaint. This is where I have my reservations.

جناب چیئرمین: اگر آپ کی بات مان لی جائے کہ amended plaint نہیں
بھی آتی تو consolidate let us say there are seven suits, ہو گئے، ایک
judgement ہو گئی اب جو آدمی aggrieved ہو گا وہی اپیل کرے گا باقی تو نہیں
کریں گے the others will all be shown as pro forma respondents وہ اگر محسوس
کرتے ہیں کہ they want to defend themselves, they will appear. Otherwise
ان کی جو they will say that we are not interested and secondly I think
which means that he may file an appeal, he ہے enabling وہ ہے provision
may say کہ جی میں consolidated جو فیصلہ ہوا ہے اس میں صرف بطور suit

so I think ۔میں اپیل فائل کروں گا باقی میں نہیں کرتا ہوں number so and so

کہ ایک آدمی اپیل فائل نہیں that probably we will take care of your concern

کرنا چاہتا ------

Syed Iqbal Haider: Sir, that entitlement, that a right of appeal is already there to any of the parties to the suit.

جناب چیئرمین، آپ کے ذہن میں تھا کہ ایک شخص اپیل نہیں کرنا چاہتا he

یہ تو اپیل وہی کرے گا جو accepts that judgement, fine, he accepts it.

but in that appeal everybody will be a party. ہے aggrieved

Syed Iqbal Haider: Sir, the objective is different, objective is that even in a consolidated suit not all the parties should be required to file an appeal.

Mr. Chairman: No, no,

یہ جو ان کی amendment ہے وہ اس طرح ہے کہ where two or more suits are consolidated and decided by one common judgement, one common appeal containing grounds of objections to all the decrees following

common judgement may be filed so اگر سات suits اکٹھے ہوئے ہیں۔ ان کا یہ

کہنا ہے کہ سات اپیلیں کرنی پڑتی ہیں because in each suit there is a separate

decree so in against each decree there is a separate appeal تو جب اپیل

فائل کرتے ہیں تو سات اپیلیں اس وقت کرنی پڑتی ہیں۔ اس وقت technical

requirement یہ ہے۔ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ایک اپیل ہو جائے

Syed Iqbal Haider: If it is, it means the same parties but if it is not between the same between the same parties then there may be....

تب تو صحیح بن جاتا ہے

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ پھر تو وہ consolidate ہی نہیں ہوتا۔

Syed Iqbal Haider: This was only an apprehension in my mind, if it is clarified then fine......

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ کیوں جی جسٹس لون صاحب آپ کچھ کہنا چاہیں گے may be you can get his views on this؟ آپ نے یہ amendment دیکھی ہے؟

جسٹس (ریٹائرڈ) محمد افضل لون۔ میں نے نہیں دیکھی لیکن میں نے ابھی دو منٹ سنا ہے۔

جناب چیئرمین۔ تو پھر سن لیں، آپ تو جج رہے ہیں آپ کو تو ایک منٹ میں سب مل جائیں گی۔ ایک چیز عرض کر دوں کہ CPC میں consolidation کے لئے terms کی کوئی provision نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ 151 کے تحت کرتے ہوں گے، کرتے تو ہیں High Courts Rules میں ہے، 151 کے تحت کرتے ہوں گے۔

جسٹس (ریٹائرڈ) محمد افضل لون۔ نہیں وہ جو suits ہیں

they are heard together but they are not consolidated in the sense that they are jumbled into one suit or one cause, they are heard separately but there may be one judgement for more than one suit. There is no harm if the amendment is suggested by........

جناب چیئرمین۔ نہیں یہ جو اقبال حیدر صاحب کی apprehension تھی what is your opinion on that? ۔ اقبال حیدر صاحب یہ دوبارہ بتا دیں۔ ڈاکٹر صاحب آپ بھی ذرا سنیں so that he can also give his views.

Syed Iqbal Haider: My apprehension was very simple that in a consolidated suit there are several parties who have their own opinion , though the suit is conolidated but still they have their ownselves' vested interest and if the amendment, should not harm the interest of those who don't prefer to file an appeal. I am thinking of consolidation of suits which are between different parties. What the learned member is proposing is a consolidation of the suit between the same parties......

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب میں عرض کروں کہ اس میں دو صورتیں ہیں ، ہم نے یہ کہا کہ وہ سارے parties بن جاتے ہیں اور بنا لئے جاتے ہیں اور وہ in the proforma defendents اور respondants آ جاتے ہیں۔ جب میں اپیل کروں گا تو میری اپیل میں بھی وہ سارے لوگ ہوں گے لیکن اگر آپ کی بات بھی مدنظر رکھ لی جائے کہ جہاں consolidation نہیں ہوتی تو اگر میں نے ان میں سے ایک اپیل ہی کرنی ہے اور میں ایک میں ہی interested ہوں تو میں ان کو ہی فریق بنا لوں گا یا یہ کہتے ہیں کہ دوسرے اپیل کرنے میں interested نہیں ہیں۔ جو اپیل کرنے میں interested نہیں ہے تو وہ خود فیصلے کو مان رہے ہیں، تبھی اپیل نہیں کرتے ورنہ تو وہ اپیل کریں گے۔ اس لئے اس صورت میں اس کا interest prejudiced نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین۔ لون صاحب اب آپ کچھ سمجھ گئے کہ کیا کہہ رہے ہیں؟

جسٹس (ریٹائرڈ) محمد افضل لون۔ اس معاملے میں عدالت کے اختیارات بڑے وسیع ہیں۔ اگر کوئی پارٹی اپیل نہیں کرتی اور پارٹی نے چونکہ suit دائر کیا ہے لیکن اپیل دائر نہیں کرتی ، تو اس کے اپیل دائر کرنے کے بغیر بھی جو اپیل عدالت کے سامنے pending ہے اور عدالت کو یہ اختیار ہے کہ اس پارٹی کو بھی فریق بنا لے، اس کو summon کر لے and impledge that party as a party to the appeal تو

اس میں جو ان کے ذہن میں ابہام ہے یا ان کے شبہات ہیں وہ میرے خیال میں تو اتنے۔۔۔۔

(اس موقع پر ہاؤس میں اذان مغرب کی آواز سنائی دی)

Mr. Chairman: So the House is adjourned for fifteen minutes.

(اس موقع پر ایوان نماز مغرب کے لئے پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔)

(نماز مغرب کے بعد اجلاس کی کارروائی زیر صدارت چیئرمین (جناب وسیم سجاد) دوبارہ شروع ہوئی)

جناب چیئرمین، میرے خیال میں ڈاکٹر جاوید اقبال کی بھی سن لیتے ہیں کہ اس میں ان کا کیا نقطہ نظر ہے۔ ڈاکٹر صاحب آپ نے دیکھا ہے اس کو؟

جسٹس (ریٹائرڈ) ڈاکٹر جاوید اقبال، ایک بات میری سمجھ نہیں آئی کہ اگر اپیل کو abate نہ کیا جائے اور وہ جاری رہے۔

جناب چیئرمین، اب دوسرا ہے جی۔ اب یہ ہے کہ یہ CPC میں amendment کر رہے ہیں اور amendment یہ ہے کہ اگر دو یا اس سے زیادہ suits کو consolidate کیا جاتا ہے اور اس میں ایک judgement آ جاتی ہے اور کوئی اپیل کرنا چاہے تو ایک ہی اپیل کر دے بجائے اس کے کہ پانچ چھ اپیلیں کرے، جتنے suits ہوں اتنی اپیلیں کی جائیں۔ ان کا بنیادی مقصد یہ ہے۔

جسٹس (ریٹائرڈ) ڈاکٹر جاوید اقبال، عام طور پر تو یہی ہوتا ہے کہ جس وقت اس قسم کی situation میں اپیل کی جائے تو کورٹ اپنی طرف سے initiative لے کے دوسروں کو بھی اس میں پارٹیز بنا لیتی ہے۔ یہی صورت ہے۔

جناب چیئرمین، تو اس میں کورٹ فیس کا کیا ہو گا؟

چوہدری محمد انور بھنڈر، جب بات جناب کورٹ فیس کی آئی تھی تو ہم نے

کہا تھا کہ اس کی amendment اس میں تو ہم لا نہیں سکتے کیونکہ یہ تو Civil Procedure Code ہوا - Civil Procedure Code میں اس کی amendment نہیں لا سکتے۔ یہ اگر پاس ہو جائے گا تو ہم اس میں لے آئیں گے۔

جناب چیئرمین۔ نہیں، in the mean time یہ قانون تو بن جائے گا۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جی جناب، جی ہاں جناب۔

Mr. Chairman: Which means that single can be filed. So, then the question will raise

اگر کوئی ایسے suits ہیں جس میں کورٹ فیس involved ہے۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب اس نے جو اپنی کورٹ فیس لگائی ہوئی ہے اس کا دعویٰ خارج ہوا ہے تب بھی اور اگر اس کا suite ڈگری ہوا ہے تب بھی، وہ اس کے مطابق pay کرے گا۔

جناب چیئرمین۔ کیوں جناب Law Minister صاحب آپ نے دیکھا۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ چوہدری انور بھنڈر صاحب کی اچھی تجویز ہے ہم اس کو support کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ چلیں جی۔ اب یہاں پر ممبر بھی کوئی نہیں ہے، دیکھیں ایسا اچھا قانون آیا کہ لوگ بھی بھاگ گئے ہیں--- آ گئے ہیں، آگئے ہیں۔ جی آ گئے ہیں کیونکہ ان کے بغیر قانون پاس کرنا مناسب نہیں ہے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ اگر خالصتاً ایک لاکھ کے برابر ہوتا تو راشدی کتنے کے برابر ہوتا۔

جناب چیئرمین۔ میں نے پہلے بھی وہ قصہ سنایا تھا کہ جب آخری امریکن ویت نام سے جا رہا تھا، سارے چلے گئے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جی۔

جناب چیئرمین۔ تو ایک آخری بےچارہ بوڑھا رہ گیا تو جب وہ جانے لگا تو ساری فوج وہاں جمع ہو گئی کہ sir, you can't go وہ کہنے لگا کہ سارے چلے گئے ہیں تو میں اکیلا رہ گیا ہوں تو کہنے لگے کہ اگر آپ چلے گئے تو we will have no American like to protect تو you must live here to justify our presence. جی

کوئی اور جو we put before the House.

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جی جناب۔

Mr. Chairman: O.K. So, it has been moved by Ch. Muhammad Anwar Bhinder that the Bill further to amend the Code of Civil Procedure (The Code of Civil Procedure (Amendment) Bill, 1995--

as reported by the the Standing Committee , be taken into consideration at once.

اب 1999 ہو جائے گا۔

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: The question is that the claus 2 do form part of the Bill.

The claus 2 forms part of the Bill. The question is that claus 1 and the preamble do form part of the Bill. So the Claus 1 and preamble do form part of the Bill.

جی نمبر۔ 7 جی۔

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: I beg to move that the Code of Civil Procedure (Amendment) Bill, 1999 be passed.

Mr. Chairman: it has been moved by Muhammad Anwar

Bhinder that the Bill further to amend the Code of Civil Procedure (The Code of Cilvil Procedure (Amendment) Bill , 1999 be passed . This is passed.

(The Bill stands passed)

جناب چیئرمین۔ اب next نمبر 8 ہے۔

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: I beg to move that the Bill to define powers , immunities and privileges of the members of Majlis-e-Shoora (Parliament) [The Parliament and its Members Privileges Bill , 1997] , as reported by the Standing Committee , be taken into consideration at once.

جناب چیئرمین۔ جی یہ کیا ہے۔ جی۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب والا! اس کے بارے میں میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی consideration آج defer کر دی جائے۔ ویسے بھی چوہدری صاحب کے دو بل منظور ہو گئے ہیں تو میرے خیال میں ان کو کہیں نظر نہ لگ جائے۔ یہ تیسرا بل defer کر دیا جائے کیونکہ یہ privileges کے بارے میں ایسا مسئلہ ہے جس کو ساری دنیا میں consider کر کے open ہی رکھا گیا ہے اور یہ بہتر سمجھا گیا ہے تو اس کو اس وقت defer کر دیں۔

جناب چیئرمین۔ کیوں جی چوہدری صاحب ٹھیک ہے۔ جی۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا! مجھے بالکل اعتراض نہیں ہے' defer فرما دیں۔ صرف میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ ایسا ہے privileges کا جو شروع سے لے کر determine نہیں ہو سکا۔ ہر روز یہ معاملات اٹھتے ہیں' ہر روز یہ باتیں ہوتی ہیں کہ یہ breach of privilege نہیں بنتا۔ میں اعتراض نہیں کر رہا' میں صرف اس

کی importance عرض کر رہا ہوں کہ یہ جو معاملہ ہے کہ یہ معاملہ اتنا important ہے کہ اس پر House کو اور تمام ممبر صاحبان کو اور اگر ہم کوئی بل اس کے متعلق، privileges کا بل pass کر سکیں تو بہت اچھا ہو گا۔ میں نے اس کے متعلق مختلف ممالک سے بھی استفادہ حاصل کرنے کی کوشش کی۔ Privileges کا بل ایک Australia نے 1987 میں pass کیا تھا اور دوسری parliaments نے privileges کے بل pass نہیں کئے لیکن House of Commons کے privileges اپنے ہیں۔ ہندوستان نے ایسے کیا کہ شروع شروع میں انہوں نے ایک بل pass کیا کہ ہمارے privileges & amenities وہی ہوں گے جو کہ House of Commons کے ہیں ۔ Constituent Assemblyختم ہوگئی اور اس کے بعد ہمارے privileges آتے رہے کہ جی یہ تیس دن کے لئے غیر حاضر نہیں ہوگا precincts میں اس کو گرفتار نہیں کیا جائے گا ، سپیکر صاحب یا چیئرمین صاحب کو اس کی گرفتاری کی اطلاع دی جائے گی علی ہذالقیاس ہمارے privileges define نہیں ہوئے۔ میں صرف یہ مودبانہ التماس کروں گا کہ دو صورتیں ہیں ایوان جو بھی مناسب سمجھے یا تو اپنے privilges define کرے تاکہ ہر آدمی کو پتہ ہو ان کے privileges یہ ہیں ۔ لیکن اگر آپ مناسب نہیں سمجھتے۔ آپ سمجھتے ہیں کہ یہ اسی طرح رہنے چاہیئیں جس طرح House of Commons کے ہیں یا undefined رہنے چاہیئں تو مجھے اس صورت میں بھی اعتراض نہیں لیکن یہ آئین کا ایک تقاضہ ہے ۔ آئین کہتا ہے کہ آپ اپنے privileges determine کریں لہذا جو بھی آپ determine کرنا چاہیں میں اس معاملے میں بالکل rigid نہیں ہوں ، نہ میں یہ چاہتا ہوں ۔ میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ آئین کا ایک تقاضا بھی ہم پورا کر لیں ۔ دوسرا اگر define کر سکیں تو زیادہ بہتر ہے۔ اگر آپ نے defineنہیں کرنے تو پھر کم از کم یہ تو لکھیئے کہ جو privileges House of Commons کے ہیں وہی ہمارے ہوں گے ، کچھ تو لکھیئے ۔ 1974 میں یہ تھا کہ جو تیس دن غیر حاضر رہے گا وہ

ممبر نہیں رہے گا یا اس کے privileges آتے رہے ہیں ' allowances میں ترامیم آتی رہی ہیں لیکن privileges کی determination نہیں ہوئی - میں فاضل وزیر پارلیمانی امور کی تجویز سے اتفاق کرتا ہوں کہ اس پر مزید غور کی ضرورت ہے ' مزید غور کریں اور اس کے بعد جس طرح بھی ایوان مناسب سمجھے کیونکہ یہ ایوان کی چیز ہے یہ ایوان پر ہے کہ اپنے privileges determine کرے یا نہ کرے۔

Mr. Chairman: OK. So for the time being, it is deferred?

میاں محمد یسین خان وٹو۔ ہاں جی اس کو ڈیفر کر دیں۔

Mr. Chairman: OK. It is deferred. Now the next item is--

جناب بشیر احمد مٹہ۔ جناب چیئرمین! آپ نے اس بل کو ڈیفر کیسے کر دیا۔

جناب چیئرمین - دونوں کی request ہے۔

Mr. Bashir Ahmed Matta: Sir, this is strange because when the matter is before the House and the mover has asked specifically ---

پھر آپ نے کہا جیسے ایوان مناسب سمجھے' ایوان سے آپ نے پوچھا تک نہیں ' آپ نے ڈیفر کر دیا -

Mr. Chairman: I agree with you but I assumed that

دونوں کو ' ان کو بھی اعتراض نہیں ہے ' ان کو بھی نہیں ہے ----

Mr. Bashir Ahmed Matta: Please listen to me. Sir, whenever there is any other matter, you show very keen interest, you showed all the interest in all the clauses, all the bills which were put before you, but when it comes to the privileges or the rights of Parliament then the Parliamentary Affairs Minister, he himself shows ---

جناب چیئرمین - What I am saying is that اگر mover بھی کہتے ہیں
کہ ڈیفر کر دیں -

جناب بشیر احمد مٹہ- انہوں نے کہا ہے کہ ایوان سے پوچھیں - محرک نے
نہیں کہا-

جناب چیئرمین- وہ صحیح بات ہے ---

جناب بشیر احمد مٹہ- یہ ٹھیک ہے لیکن جناب اتنا تو نہیں ہے کہ آپ اس
کو گلوٹین کریں--

Mr. Chairman: I just assumed --

کہ چونکہ دونوں کو اعتراض نہیں ہے but you are technically correct.

Mr. Bashir Ahmed Matta: Sir, we are human beings and we are parliament members and we are not dummies. Please listen to our opinion also. Now, what I request to the Parliamentary Minister is that it is his duty to see to it that this matter of privileges reaches its logical conclusion. After 52 years of existence of this state we have no law of privileges. Either you say there are no privileges of parliament and as you said ,. when the other day we raised the question of privilege then, the Minister of Information said we have absolute liberty of expression but you have been expunging remarks. This absolute liberty cannot be extended in this way because you know, you are a lawyer and you are a jurist and they say your liberty extends to the tip of my nose. So, the parliament also has a tip of nose and that must not be injured all the time. Now, the Parliamentary Affairs Minister himself is supposed to be a

promoter of the parliamentary procedures and privileges but he himself is a hurdle in its way. We look to you sir as a custodian of this House that you will take proper interest in this matter because it had been delayed. No provilege motion which is moved here reaches its logical conclusion and when it reaches its conclusion even in the committee then, what is there, there is no end to it, there is not finality it. When a man is found guilty of a breach of privilege, there is no punishment for him. There is not even a slight punishment for him. So, either do away with these privileges but then, you have also to do away with the privileges of every body. You took away the privilege of members of parliament, they cannot enter even a lounge in the airport but all the ASIs are crowding those places. I mean if your intention is to denigrate, to bring into disrepute, to lower the status of the members of the parliament, particularly, that of the Senate which is the agenda of Raiwind, there is no right. But if it is otherwise, then, I strongly say sir that this bill which honourable Senator has presented, it should be taken into consideration and I think, it should be referred to the relevant committee so that we can make some progress on it. Thank you.

میاں محمد یٰسین خان وٹو، میرے فاضل دوست نے یونہی یہ سمجھ لیا ہے کہ میں نے چونکہ کہا ہے کہ اس بل کو ڈیفر کر دیا جائے ۔ اس لئے کوئی بڑی قابل اعتراض بات نہیں ہے ۔ سینیٹر صاحب سمجھ رہے ہیں کہ بل introduce ہونا ہے۔یہ introduction کی stage سے آکر کمیٹی سے ہوکر اب passage کی stage پر ہے ۔

میں اس لئے یہ عرض کر رہا ہوں کہ چوہدری انور بھنڈر صاحب نے خود بھی یہ ارشاد فرمایا ہے اور دنیا کی تمام اسمبلیوں اور لیمنٹس نے بہت کچھ consider کرنے کے بعد ان privileges کو define کرنے کی بجائے، محدود کرنے کی بجائے بہت کمیٹیز کے غور و خوض کے بعدانہوں نے اکثر یہی فیصلہ کیا ہے کہ یہ زیادہ بہتر ہے کہ Parliaments کے privileges جو ہیں وہ undefined رہیں اور جیسے ضرورت ہو ہاؤس میں ۔ کسی خاص واقعے کے بارے میں تو ہاؤس کے لئے open ہو کہ وہ اس کو اپنی interpretation دے سکیں۔ یعنی وہ جتنی. بھی رپورٹس ہوئی ہیں اور جتنی اس کی analysis اور study کی گئی ہے تو اس کو بجائے اس بات کے کہ محدود کیا جائے اسے ایک طرح سے unwritten چھوڑا جائے، یہ ساری چیزیں چھوڑی گئی ہیں کہ کسی حالات میں ہاؤس جسطرح چاہے وہ فیصلہ کرے۔ لیکن اگر یہ ہاؤس prescribe کرنا چاہے، define کرنا چاہے تو بھی میں نے یہ عرض کیا ہے کہ چونکہ ایک مسئلہ ایسا ہے کہ اس میں ساری دنیا کی لیمنٹس یہ محسوس کرتی ہیں کہ define نہ کریں اور ہم اس کو کر رہے ہیں تو ہم اس پر مزید غور کر لیں۔ میں نے کہا ہے کہ آج اسے ڈیفر کر دیں۔ باقی ممبر صاحبان بھی اس کو مزید consider کر لیں۔ فاضل سینیٹر مٹہ صاحب نے بھی میرے خیال میں اس کو ملاحظہ نہیں فرمایا کیونکہ ان کے خیال جنا ب چیئرمین ، ان کا کہنا یہی ہے کہ اس کو ڈیفر کر دیا جائے۔ He is not opposing it. He is saying کہ اس کو مزید consider کرنے کے لئے ڈیفر کر دیں۔ That's his request and the mover has agreed to that. اس کو اس طرح کرتے ہیں کہ We will defer it for two weeks.

میاں محمد یسین خان وٹو، ہاں، چلیئے۔

Mr. Chairman: O.K. So, deferred for two weeks.

(The Bill deferred)

Mr. Chairman: Now what is the next item ?

اس کا کیا کرنا ہے؟

جناب اعتزاز احسن ، جناب چیئرمین! اقبال حیدر صاحب آ گئے۔ وہ اس پر بولیں گے۔

(مداخلت)

حاجی عبدالرحمٰن ، جناب چیئرمین! یہ معاملہ عدالت میں زیر بحث ہے۔ اس پر یہاں کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ آپ ہمیں بتائیں کہ یہ ادارہ قانون سازی یا قانون پر عملدرآمد کے لئے بنا ہے۔ آیا کسی کی بچی کو جو نکاح شدہ ہے وہ کس دین' کس مذہب' کس قانون میں جائز ہے کہ اس کو کسی ادارہ میں رکھا جائے۔ کس قانون نے اس کو اجازت دی ہے۔ یہ لڑکی کس نے اغواء کروائی تھی؟ یہ قتل کس نے کروائے ہیں؟ عدالت اگر ان چیزوں پر جانا چاہے ۔ تو یہاں پھر وہی جھگڑا پیدا ہوگا۔ یہاں اس پر بات ہی نہیں ہونی چاہیئے اور اس کو ایجنڈے سے ہٹا دینا چاہیئے۔ اگر آپ نے اس پر بولنے کی اجازت دی تو پھر ہم واک آؤٹ کریں گے۔

جناب چیئرمین ، آپ اس طرح کریں ناں کہ جو ڈرافٹ ہے اس کو دیکھ لیں۔

حاجی عبدالرحمٰن ، نہیں' اس پر بات ہی نہیں ہو سکتی۔ آپ کس قانون کے تحت اس کو اجازت دے رہے ہیں؟ دونوں طرف سے عدالت میں کیس چل رہا ہے۔ آدمی کی عدالت سے ضمانت بھی ہو گئی ہے۔ اصل ملزم کو پکڑا ہی نہیں جا رہا ہے۔ اگر آپ نے عدالت کو کچھ بتانا ہے تو پھر یہ بتا دیں کہ جو اصل ملزم ہے ، جس کے گھر میں یہ قتل ہوئے ہیں' جس نے اس لڑکی کو اغواء کیا ہے' جس نے حکم دیا ہے کہ اس کے ڈرائیور کو قتل کروایا جائے' ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔

جناب چیئرمین ، نہیں' سوال یہ بھی ہے کہ آپ resolution کی ڈرافٹ کو

دیکھ لیں۔ اس میں کوئی اعتراض ہے؟

حاجی عبدالرحمٰن : نہیں، ہم اس پر کوئی بھی بات نہیں سنیں گے۔ آپ کس قانون کے تحت اجازت دے رہے ہیں؟

جناب چیئرمین : یہ بات بھی آپ کی سن لیں گے تو آپ اس کو بھی دیکھ لیں اور اس میں بتائیں کہ مجھے فلاں چیز پر اعتراض ہے۔

حاجی عبدالرحمٰن : تمام پر اعتراض ہے کہ آپ کیوں یہاں اس پر اجازت دے رہے ہیں؟ عدالت میں یہ کیس چل رہا ہے۔ یہاں پر یہ کس لئے اٹھاتے ہیں؟ آپ عدالتی کارروائی میں مداخلت کیوں کر رہے ہیں؟ آپ اس کو pressurize کیوں کر رہے ہیں؟ آپ ملزموں کو تحفظ کیوں دے رہے ہیں؟ ہم اس پر یہاں اجازت نہیں دیں گے۔

جناب چیئرمین : راجہ صاحب، کدھر ہیں تاکہ ان سے بھی معلوم کریں۔

سید اقبال حیدر : نہیں۔ سرگزارش یہ ہے کہ معزز رکن کے جو خدشات ہیں ان کا اس resolution سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ resolution جو ہم نے پہلے پیش کیا تھا اس میں کافی راجہ صاحب سے بات کر کے، محترم ANP کے رہنماؤں سے بات کرنے کے بعد اسے بہت حد تک ہم نے modify کیا ------

حاجی عبد الرحمٰن۔ نہیں۔ میں نے بھی راجہ سے بات کی ہے، ANP والوں سے بھی بات کی ہے ---

(مداخلت)

سید اقبال حیدر ۔ حاجی صاحب، ذرا مجھے بات کرنے دیں ۔

حاجی عبد الرحمٰن۔ اس پہ کوئی بات نہیں ہو سکتی۔

جناب چیئرمین۔ آپ ان کی بات سن لیں، پھر میں آپ کی بات سنتا ہوں۔

سید اقبال حیدر ۔ حاجی صاحب ہم آپ کی بات تسلی سے سنیں گے۔ ہماری

بات تسلی سے سنیں۔

جناب چیئرمین۔ حاجی صاحب آپ کی بات بھی میں سنوں گا۔ پہلے ان کی بات سن لیتے ہیں۔

حاجی عبد الرحمٰن۔ جب بھی کوئی ایسی بات آتی ہے تو آپ ہر ایک باتپر یہ فرماتے ہیں کہ یہ کیس عدالت میں ہے اس پر ہم یہاں کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔ تو اس کو آپ کیوں سنتے ہیں۔ آپ اس کو کس قانون کے تحت سنتے ہیں۔ جو بھی کیسعدالت میں ہو آپ یہی فرماتے ہیں اور آپ کے پورے ریکارڈ میں یہی ہے کہ جی عدالت کا معاملہ ہے اس میں ہم کچھ نہیں کر سکتے۔

جناب چیئرمین۔ آپ کے خیال میں یہ چونکہ عدالت کا معاملہ ہے نہیں سننا چاہیے۔

حاجی عبدالرحمٰن۔ نہیں سنیں۔ عدالت میں کیس چل رہے ہیں۔ اگر کوئی سنے گا تو ہم اسے کرنے نہیں دیں گے۔

جناب چیئرمین۔ O.K. مزید کچھ کہنا چاہیں گے۔

حاجی عبدالرحمٰن۔میں اس پہ بہت کچھ کہوں گا۔ یہ کیا کہنا چاہتا ہے۔ میں اس پر اسی وقت کہوں گا جب اس پر بحث ہو گی۔

جناب چیئرمین۔ حاجی صاحب اسی لئے میں کہہ رہا ہوں، پہلے ان کی بات سن لیں۔ پھر اپنی بات سنا دیں۔

حاجی عبدالرحمٰن۔ ان کی بات تو سنی گئی ہے۔ اس سے پہلے بھی اس پر کتنے جھگڑے ہوئے، کتنی باتیں سنی گئی ہیں۔

جناب چیئرمین۔ اگر آپ بھی کوئی مزید بات کرنا چاہتے ہیں تو آپ بھی کر لیں۔ ہاؤس میں تو یہ ہوتا ہے کہ ہر ایک کی بات سنی جاتی ہے۔

حاجی عبدالرحمٰن۔ آپ پہلے یہ دیکھیں کہ اس کی قانونی حیثیت کیا ہے؟ آپ اس چیز کو دیکھیں ناں کہ کیس عدالت میں ہے۔

جناب چیئرمین۔ سن کر ہی دیکھوں گا ناں۔ آپ مجھے بتائیں نا ں ، میں سنوں گا۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ کیس عدالت میں ہے نہیں سن سکتے ۔ میں نے نوٹ کر لیا ہے ۔ اور بتائیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ آپ کا موقف ہے کہ یہ بات جو ہے عدالت میں ہے یہ نہیں سننی چاہئیے، ان کی بات سنوں گا، آپ کی بات بھی سنوں گا۔ سن لوں گا۔

حاجی عبدالرحمٰن۔ جناب بات یہ ہے کہ یہ اغوا کا کیس ہے۔ سب سے پہلے جس بچی کو اغوا کیا گیا ہے اس کے والدین حج پر تھے اور اس بچی کو ورغلا کر اغوا کیا گیا اور پھر اس کو ، پتہ نہیں، کسی کا کوئی اڈہ ہے۔

(مداخلت)

حاجی عبدالرحمٰن۔ نکاح شدہ عورتوں کو رکھنا ، اسے بدکاری کا اڈہ بھی کہا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین۔ سن لیں۔

سید اقبال حیدر۔ سر اس کو expunge کر دیں۔

جناب چیئرمین۔ میں دیکھ لیتا ہوں۔

حاجی عبدالرحمٰن۔ نہیں بالکل expunge نہیں کر سکتے۔

جناب چیئرمین۔ جی۔

حاجی عبدالرحمٰن۔ اس کو اغوا کر کے وہاں کیوں protection دی گئی اور کس وجہ سے یہ protection دی جاتی ہے۔ کس قانون کے تحت، اور کس عدالت میں

ان کو یہ protection دی گئی۔ اگر یہ کوئی دارالامان ہے، کسی عدالت میں یہ ہے، وہاں اس عورت کو کسی سے ملنے نہیں دیا جاتا ۔ کیوں اس کو ملنے نہیں دیا جاتا۔ پھر وہاں جو قتل ہوتے ہیں ، کس کی ایماء پر قتل ہوتے ہیں۔ کس نے وہ قتل کروائے ہیں۔ ان کے خلاف پرچے کیوں درج نہیں ہوتے۔ ان کے خلاف پھر ہم بھی یوں کرتے ہیں کہ میری قرار داد بھی پیش کی جائے ۔ میں یہی قرار داد پیش کروں گا کہ ان کے خلاف بھی سب سے پہلے پرچے درج کئے جائیں۔ ان کو گرفتار کیا جائے۔ ان کے خلاف اغوا کا مقدمہ جو درج ہوا ہے اس پر عمل درآمد ہو ۔ پنجاب کی حکومت اس پر عمل نہیں کروا رہی ہے ۔ Frontier میں اس کے خلاف وہ مقدمہ درج ہوا ہے اور ایک نکاح شدہ عورت کو گھر سے نکالنا اور اسے protection دینا کس قانون میں ہے۔ کس مذہب میں ہے۔ عیسائیت میں نہیں ہے۔ ہندو مت میں نہیں ہے۔ یہودیت میں نہیں ہے ۔ ہم یہاں اپنے آئین کی اور اپنے حلف کی پاسداری نہیں کر رہے ہیں ۔ ایسی بات کو کرنا ، ایسی باتوں میں اسے ناجائز protection دینا اور اس کے خلاف یا اس کے حق میں قرار داد پاس کرنا یہ ہماری آئینی اور اسلامی ذمہ داریوں اور ہمارے حلف کے خلاف ہے۔ کیوں ہم اس کو یہاں پر سنیں ، اس پر بحث کیوں کریں۔ عدالت میں یہ زیر التواء ہے۔ عدالت میں یہ کیس درج ہے۔ عدالت کو ہم pressurize کریں۔ کیا سینٹ کا یہی کام ہے کہ وہ عدالت کو pressurize کرے۔ سینٹ کیوں عدالت کو pressurize کرے۔ Human Rights کیا کہتے ہیں، کل ہمارے ۱۲ لوگ پشاور سٹی میں بچوں اور عورتوں کے سمیت مارے گئے کیا یہ human rights کے خلاف نہیں ہے۔ ان کے خلاف کیوں آواز یہاں نہیں اٹھائی جاتی ہیں۔

جناب چیئرمین۔ تو آپ اٹھائیں ناں۔

حاجی عبدالرحمٰن۔ بارہ بارہ میل سے عورتیں پانی کے دو دو من وزن کے برتن اٹھاکر لاتی ہیں۔ کیا کسی حکومت نے اس کا نوٹس لیا ہے؟ پنجاب میں عورتیں

بھٹیوں میں کام کر رہی ہیں۔ ان کے بچے دھوپ میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ کسی ہیومن رائٹس والے نے ان کا پوچھا ہے۔ جو بیس بیس اینٹیں سر پر اٹھا کے لاتی ہیں۔ کیا یہ سینٹ میں صرف بدکاری کو protection دینے کے لئے آتے ہیں؟ پھر ہم ان کو اندر بلا کر اپنے ساتھ پھراتے ہیں۔ ان کے حق میں ہم اخباری بیان دیتے ہیں۔ آپ کی طرف سے بھی اس پر بیان آتے ہیں۔ آپ کو بدنام کرنے کے لئے آپ کے بیان چھپتے ہیں۔ آپ نے کہا تھا کہ میں نے بیان نہیں دیا۔ پھر اس پر کوئی ایکشن نہیں ہوا۔

جناب! اگر ایسے اداروں کو اجازت دے دی جائے جو نکاح شدہ عورتوں کو پناہ دیتے ہیں ۔ کیا ہمارا آئین اور قانون اس کی اجازت دیتا ہے؟ کیا اس ملک میں ایسی چیزوں کی اجازت ہے؟ کیوں ایسا ہو رہا ہے ۔ اس کے خلاف بھی مقدمہ ہونا چاہیے کہ کیوں اس نے ایسا ادارہ کھولا ہے جہاں ایک نکاح شدہ عورت کو اور پرائے مردوں کو لا کر اس کے ساتھ، اس کو کھلم کھلا اجازت دے دی جائے۔ وہاں باقی سب کو آنے کی اجازت دی جاتی ہے لیکن اس کے والدین کو اجازت نہیں دی جاتی۔ یہ مسئلہ سینٹ میں لانا، سینٹ میں یہ بات کرنا، یہ نہیں ہونا چاہیئے اور نہ یہاں ان کا حق ہے۔ اگر ہوگا تو پھر ہم protest کریں گے۔

جناب چیئرمین، ان کی بات بھی سن لیں وہ کیا کہتے ہیں۔ اقبال صاحب ان کی بات سن لی آپ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ کیس چونکہ عدالت میں ہے اس لئے اس کو یہاں نہیں اٹھانا چاہیئے۔ سو ان کا بنیادی اعتراض یہ ہے کہ جی یہ عدالت میں معاملہ ہے so why are you raising it here? ۔ راجہ صاحب کو بھی بلا لیں، میاں صاحب راجہ صاحب کو بھی بلا لیں۔

سید اقبال حیدر، جناب میری عرض یہ ہے کہ اول تو یہ Resolution ہے اور Resolution کے بارے میں رول 121 بالکل واضح ہے۔

جناب چیئرمین، ذرا دیکھ لیں رول 121 آپ بھی حاجی صاحب تاکہ اس کا جواب آپ دے سکیں۔

سید اقبال حیدر، Resolution میں اس ایوان کو یہ اختیار حاصل ہیں کہ a Resolution may be in the form of a declaration of opinion or a recommendation or convey a message or comment, urge or request, an action or call attention to a matter or situation for consideration by the government.

جناب چیئرمین، نہیں پھر 121(3) G دیکھیں ذرا۔

سید اقبال حیدر، جناب 121(3) G بھی relates to any matter which is pending before any court or authority. Sir, my contention is, my Resolution is in the agreed form, you see that draft of the Resolution has been discussed with the honourable Members, Leader of the House and Leader of the Opposition as well as the leaders of the ANP and it has been duly amended, it has been radically amended and whatever was agreed with the consensus of the parties represented here, in this House, as I have just named, only that Resolution has to be moved, one.

Secondly sir, I am not seeking of passing any opinion on the proceedings of the Court. No, I am condemning the increasing incidents of violence against women in general. I am condemning the brutal murder of women in the name of honour. I am calling upon the government to arrest all the accused, not confined to any one particular case. Anybody who

has indulged in kidnapping, anybody who has indulged in such brutal murder for one pretext or the other. I am calling that all the accused. I am not saying that acts or one particular person should be arrested and the rest of the persons should be allowed to stay. No, my demand is that government should take effective measures. All those persons who are indulging in violence against women under one pretext or the other, may it be honour killing or may it be a brutal murder of women. There is a concern throughout the world that women, in our society, are being victimised and to support and improve image of my country, I move that Resolution, which is supported, thanks God. I am very grateful to the leaders of all the parties, most parties in the Senate who have signed, which are 22 leaders.

جناب چیئرمین: اے این پی نے بھی؟

سید اقبال حیدر: جی، اے این پی نے بھی، جو amended Resolution ہے۔

جناب چیئرمین۔وہ سارے اشارے کر رہے ہیں۔ مولانا صاحب کہہ رہے ہیں کہ نہیں،عاقل شاہ نہیں، خدائے نور نہیں،

Syed Iqbal Haider: I name all the honourable Members who have signed the Resolution.

جناب چیئرمین۔آرام سے بات کریں۔آپ کی بات بھی سنی جائے گی۔ دیکھیں آپ ایک ایسے ایوان میں ہیں جہاں کھلے دل سے، ٹھنڈے دماغ سے سوچیں۔آپ کی بات بھی سنیں گے، ان کی بات بھی سنیں۔ آپ کی بات دوبارہ بھی سن لوں گا۔

Syed Iqbal Haider: Sir, the honourable members who have signed and supported this resolution are Miss Fizza Junejo....,

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ حاجی صاحب یہ مناسب نہیں ۔

Syed Iqbal Haider: Miss Fizza Junejo, Hussain Shah Rashdi...

جناب چیئرمین۔مولانا صاحب نے اشارہ کیا ہے ۔ اے این پی کا کیا موقف ہے ؟

سید اقبال حیدر۔جناب پہلے میں آپ کو نام پڑھ کر سنا دیتا ہوں ۔

جناب چیئرمین۔آپ کے سامنے وہ سارے کہہ رہے ہیں۔

سید اقبال حیدر۔نہیں میں وہ بھی بتا دیتا ہوں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔حاجی صاحب آپ سے درخواست ہے ۔ میں آپ کی بات پوری سنوں گا۔

سید اقبال حیدر۔حاجی صاحب میری بات نہیں سنیں گے تو پھر ہم بھی ان کو بات نہیں کرنے دیں گے۔

Miss. Fizza Junejo, Hussain Shah Rashdi, Mr. Anwar Bhinder, Mian Raza Rabbani, Dr. Abdul Hayee Baloch, Dr. Safdar Ali Abbasi, Mr. Taj Haider, Raja Muhammad Zafar-ul-Haq, Mr. Mushahid Hussain, Justice(Retd.) Dr. Javaid Iqbal ,Mr. Habib Jalib Baloch, Syed Qaim Ali Shah, Mr. Shafqat Mehmood, Mr. Aitzaz Ahsan, Mr. Jehangir Badar, Mr. Mustpha Kamal Rizvi, Mr. Ali Nawaz Shah, Mr. Rafiq Ahmed Sheikh, Mr.

Aftab Ahmed Sheikh, Dr. Jamil-ud-Din Aali, Mr. Khuda-i-Noor, and Mr. Saifullah Khan Paracha

یہ تو signatory تھے۔اس میں اور اضافہ ہوا ۔ وہ بعد میں اضافہ ہوا جو اوریجنل ریزولیوشن میں نے اس ہاؤس میں پیش کیا تھا اس کے بعد یہ کوشش ہوتی رہی کہ یہ اتفاق رائے سے پاس ہو جہاں تک ممکن ہو ، تو راجہ صاحب اور میرے محترم اے این پی کے راہنماؤں نے میری راہنمائی کی کہ اس میں ترمیم کریں ۔میں نے کہا کہ بالکل آپ کر سکتے ہیں۔اس کو مزید بہتر بنایا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین ۔ اس طرح کرتے ہیں ۔ I have a suggestion اقبال صاحب ایک منٹ..I have a suggestion

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔حاجی صاحب ، please

سید اقبال حیدر۔پہلے میں بات کر لوں پھر آپ بات کر لیجئے گا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔آپ کو پورا موقع دوں گا ۔ آپ کیوں گھبراتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔اس طرح کرتے ہیں، میری ایک عرض سن لیں---

(مداخلت)

سید اقبال حیدر۔مجھے بات کرنے کا حق دیا جائے۔ بعد میں ---

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔اقبال حیدر صاحب میری ایک تجویز ہے ---

سید اقبال حیدر۔ میں چاہوں گا کہ بڑے ادب و احترام سے سب سے بات ہو اور میں بات کرنے---

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ایک تجویز میری آپ سن لیں۔ایک منٹ ' ایک تجویز سن لیں چونکہ آپ کی بھی خواہش ہے کہ by consensus ہو جائے۔۔۔

سید اقبال حیدر۔لیکن اگر consensus نہیں بنتاتو مجھے اعتراض نہیں ہے کہ یہ ریزولیوشن by dissent بھی approve ہو یا reject ہو ۔ اس پر voting ہو جائے۔ میں اتنے مہینوں سے اس پر زور دے رہا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ اس کو ۔۔۔۔

(مداخلت)

سید اقبال حیدر۔اس پر ووٹنگ ہو جائے ۔ جو اراکین اس کی مخالفت کرنا چاہتے ہیں ان کا یہ حق ہے ۔

جناب چیئرمین۔پلیز آپ میری ایک تجویز سن لیں۔تجویز یہ ہے ۔۔۔

سید اقبال حیدر۔تمام اراکین کو حق ہے کہ وہ اپنی اپنی عقل و سمجھ بوجھ کے مطابق اس پر ووٹ دیں ۔

جناب چیئرمین۔اس طرح کر لیں ۔ ایک تجویز میری یہ ہوگی کہ آپ اس کو consider کر لیں کہ ایک کمیٹی بن جائے جس میں ہر ایک پارٹی کا ایک ایک نمائندہ موجود ہو ۔ اس میں آپ اس پر غور کر لیں۔if you agree تو اس کو لے آتے ہیں۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔حاجی صاحب پہلے ذرا بات سن لیں۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔آپ کی بات میں سنوں گا ۔ میں تجویز دے رہا ہوں۔ دیکھیں! ٹھیک ہے خرافات بھی discuss ہوتی ہیں ' reject بھی ہوتی ہیں ۔ جو خرافات ہوتی

ٹھیک ہے خرافات بھی discuss ہوتی ہیں ' reject بھی ہوتی ہیں ۔ جو خرافات ہوتی ہیں وہ reject بھی ہوتی ہیں ۔ آپ کو موقع ملے گا ۔ جی اعتزاز صاحب ۔

سید اقبال حیدر ۔ آپ اس کو oppose کرا دیں لیکن آپ اس پر ووٹنگ بھی کرا دیں اور جہاں تک خدائے نور صاحب کی شکایت کا تعلق ہے تو میں ان سے مودبانہ طور پر عرض کروں گا کہ اس کی ترامیم آج نہیں ہوئی ہیں ۔ میں صرف اتنا یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ترامیم سے پہلے میں نے انہیں ترمیم شدہ مسودہ آج اور ابھی ہی نہیں دیا بلکہ دو سیشن پہلے بھی ان کو دیا تھا ' آفتاب شیخ صاحب کو بھی دیا تھا ۔ اگر پھر بھی انہیں شکایت ہے تو میں ان سے معذرت کروں گا اور ان سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر دو سیشن پہلے والے ترمیم شدہ مسودے اور اس میں کوئی فرق ہے تو میرے بزرگ اور میرے بھائی اس پر مجھے اپنے خیالات سے ضرور مستفید فرمائیں ' میں آپ کا مشکور ہوں گا ۔ آپ کو نظرانداز کرنا میرا مقصد قطعاً نہیں ہے اور آپ کی حمایت کے بغیر یہ ہو بھی نہیں سکتا ۔ میری خواہش ہے کہ اس پر ووٹنگ ہو جائے اور جو اپنے خیالات رکھتے ہیں وہ رکھیں ---

جناب چیئرمین ۔جی اعتزاز صاحب ۔

چوہدری اعتزاز احسن ۔ جناب چیئرمین ! اس قرارداد کے بارے میں بات یہ ہے کہ آپ اس کے پس منظر کو تھوڑا سا دیکھیں ۔ جس روز یہ قرارداد لائی گئی ' جیسے اقبال حیدر نے کہا ہے ' یہاں لیڈر آف دی ہاؤس محترم راجہ ظفرالحق صاحب اور میرے علاوہ مشاہدحسین صاحب ' انور بھنڈر صاحب اور دونوں جانب سے کئی سینیٹر صاحبان کے دستخط تھے اور اس وقت خیال یہ تھا کہ یہ قرارداد فوراً پاس ہو جائے گی ۔ کوئی اس پر اعتراض نہیں کرے گا اور وہ سب خاصے معتبر لوگ ہیں' مطلب یہ ہے کہ انہوں نے دیدہ دانستہ اس قرارداد کو پڑھ کر اس کے مندرجات سمجھ کر اس پر دستخط کئے ۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ راجہ ظفرالحق صاحب یا مشاہدحسین صاحب یا انور بھنڈر صاحب بغیر پڑھے

ہی دستخط کرتے ہیں یا خدانخواستہ انگوٹھا چھاپ ہیں - انہوں نے پڑھا ، دیکھا اور دستخط کئے - بہرحال اس کے بعد کچھ اعتراضات آنے شروع ہوگئے - کچھ ایسا محسوس ہوا کہ شاید کچھ دوستوں کے جذبات اس قرارداد کی مخالفت میں بڑے انگیخت ہوئے ہیں - تو ان دوستوں نے کہا کہ اس میں ترمیم کریں - جناب چیئرمین! اس میں کم از کم چار مرتبہ ترمیم ہو چکی ہے - خدائے نور صاحب میرے دوست اور بھائی ہیں - میرے پرانے رفیق ہیں - میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ ترمیم اس میں کوئی زیادہ شدت لانے کے لئے نہیں کی گئی بلکہ اس کو زیادہ عمومی بنانے کے لئے ہے اور اس ایک واقعہ سے اس کو جس قدر غیرمتعلق کیا جاسکتا تھا کیا گیا - اس کو غیرمتعلق کرنے کے لئے کی گئیں - ہم اب بھی یہ سمجھتے ہیں اور میں پاکستان پیپلز پارٹی کا یہ موقف عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قرارداد جیسی پہلے دن تھی ویسی ہی پاس ہونی چاہیے - اگر خدائے نور صاحب کو کسی وجہ سے consult نہیں کیا گیا تو میں معذرت کرتا ہوں لیکن اگر ہم اس ایک واقعہ سے اس کو زیادہ سنگین بنا رہے ہوتے ، زیادہ specific بنا رہے ہوتے تو پھر ان کا اعتراض زیادہ جائز تھا - لیکن ہم نے اس کو زیادہ عمومی بنایا - اے این پی کے ساتھیوں کے مشورے سے بھی ایک ایسے کیس ، ایک واقعے کو لے کر عمومی بنایا - اب اس قرارداد میں آپ دیکھیں جناب! کہ کہیں یہ نہیں کہا گیا کہ کون ملزم ہیں - پہلے اس میں اصل ملزم جو پہلی ایف آئی آر میں نامزد تھے ان کا براہ راست حوالہ تھا ، ان کی جانب اشارہ تھا کہ ان کو گرفتار کیا جائے- اب ہم نے اس کو بھی چھوڑ دیا- میں پہلے کہتا ہوں کہ میرا موقف اور پیپلزپارٹی کا موقف ہے کہ وہی ہونی چاہیئے مگر ہم نے پھر بھی---

(مداخلت)

جناب چیئرمین- زاہد خان صاحب چلے گئے ہیں ان کو بھی بتائیں اور ان کا موقف بھی سن لیں-

چوہدری اعتزاز احسن۔ ضرور سنیں جی۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ہم نے adjustment کی ' ہم نے اس لئے adjustment کی کہ Rule 122 - 3(g) کی بھی جو شرائط ہیں ان کی زد میں یہ قرارداد جیسے کہ آج پیش کی جا رہی ہے نہ آئے - یہ جو قرارداد ہے اس میں کہیں کسی subjudice مقدمے ' زیر سماعت مقدمے کے بارے میں کوئی اشارہ نہیں ہے ' اس کے بارے میں یہ نہیں کہ اس کے خلاف فیصلہ ہونا چاہیئے - ایک مقدمہ ہے اس میں جو ذمہ دار ہیں ان کے خلاف جو بھی ہے معاملہ ' اگر تفتیش اِدھر جاتی ہے یا اُدھر جاتی ہے ' بنیادی طور پر ان کی گرفتاری کا معاملہ ' ان کے خلاف ایکشن لینے کا معاملہ according to the law کوئی بات اس میں نہیں ہے اور honour killing کا generally جو مسئلہ ہے اس پر ہم نے یہ کہا ہے اس میں اس کو condemn کیا ہے۔ اب یہ ایک عمومی چیز ہے - کل اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ پاکستان میں قتل کی وارداتوں کے انسداد کی گورنمنٹ کو کوشش کرنی چاہیئے۔ ایک بہت بڑا واقعہ ہو جاتا ہے اس کی ہم مذمت کرتے ہیں ' جس طرح اسلام پورہ کا ہوا ' اسلام پورہ کے واقعہ پر فرض کیجیئے ہم کہیں کہ ملزموں کو قرار واقعی سزا دی جائے یہ تو وزیر اعظم نے بھی کہا' یہ تو اس وقت کے چیف منسٹر صاحب تھے غلام حیدر وائیں صاحب مرحوم انہوں نے بھی کہا' 72 گھنٹے میں گرفتار کرنے کا کہا اور ساتھ ہم یہ کہتے ہیں کہ بھئی جرائم کا انسداد ہونا چاہیئے۔ قتل کے جرائم کا ' عورتوں کے خلاف جرائم کا۔ اس میں کہاں 121- 3(g) آئے گا ' نہیں آئے گا اور جناب چیئرمین اس کو جو اب شکل دی گئی ہے وہ واضح طور پر ایسی دی گئی ہے یہ general ہے' اور حاجی صاحب نے جو اعتراض فرمایا ہے اسی اعتراض کو ذہن میں رکھتے ہوئے۔

اب اس کے بعد اگر کوئی مخالفت کرنا چاہتا ہے ' جیسے اقبال حیدر صاحب نے کہا ' میں ان کی تائید میں کھڑا ہوں ' کوئی اس کی مخالفت کرنا چاہتا ہے تو آج بیشک کرے - یہ item کئی دفعہ آ چکا ہے۔ آپ کو ایک چیز عرض کروں کہ اگر اس پر کمیٹی

بنائیں گے ، ہم یہ کرسکتے ہیں کہ اس قرارداد کو پاس کرتے ہوئے اگر ہم ایک تیسرا clause add کر دیں ، بیشک آپ کی بھی بات کو لیتے ہوئے ، یہ پاس کرتے ہوئے یا پیش کرتے ہوئے اگر یہ قرارداد شکست بھی کھاتی ہے ، بہرحال اگر ہم یہ تیسری قرارداد add کر دیں کہ ایسے جرائم کی روک تھام کے لئے ہاؤس ایک کمیٹی بناتا ہے اور آئندہ وہ کمیٹی اس پر مزید ٹھوس اقدامات کی سفارش کرے۔

Mr. Chairman: You are suggesting also that I should put it to the House.

Ch. Aitzaz Ahsan: I suggest sir, it should be put to the House.

جناب چیئرمین ۔ حاجی صاحب ان کی تجویز کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔

حاجی عبدالرحمٰن ۔ انہوں نے کئی چیزیں کہیں اور آپ نے سنیں۔ یہ فرماتے ہیں کہ ہم عدالت پر وہ نہیں کرنا چاہ رہے تھے ، جب عدالت میں معاملات ہیں تو کیا ہے ، اس موضوع پر اس وقت کیا ضرورت ہے۔ یہ نام اور یہ تمام چیزیں ہٹ جائیں ، یہ case ختم ہو جائے ، دوسرے دن یہ قرارداد لے آئیں اس پر اگر human rights کا ان کو بہت فکر ہے تو ہم بھی ان کے ساتھ ہیں ، ہم بھی انسانیت کی خدمت کرنا چاہتے ہیں ، ہم بھی کسی انسان کو ذلیل و خوار نہیں کرنا چاہتے۔

جناب چیئرمین ۔ جی اجمل خٹک صاحب۔

جناب محمد اجمل خان خٹک ۔ جناب چیئرمین ! اس پر بحث ہوئی ۔ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ وضاحت کروں کہ اصل میں یہ بحث کیوں ہو رہی ہے۔ سوال یہ ہے کہ جیسے آپ نے کہا اور جیسے پیش کرنے والے کہتے ہیں کہ یہ عمومی چیز ہے ، ایسا نہیں ہے ۔ اس کا پس منظر کیا ہے اور یہ ایک خاص واقعہ پر پیش ہونے والی قرارداد کا تسلسل ہے ، اس سے ذہن اس طرف چلا جاتا ہے۔ اسی لئے میں کہوں گا کہ اس واقعہ کو چھیڑنا ، جس پر بحث کر رہے ہیں ، مناسب نہیں ہے۔ اس پر بات نہیں

کرنا چاہتا کہ human rights کیا ہیں ۔ ٹھیک ہے ' لیکن human rights واشنگٹن کے بازار میں ' جرمنی کے بازار میں اور طرح کے ہونگے ' ہمارے قبائلی علاقے میں ' پشاور میں ' ان کے بھی کوئی human rights ہیں ' اس کا پس منظر ہے کہ نہیں ہے ۔ آپ سب پر جھاڑو پھیرنا چاہتے ہیں۔ میں اس پر بحث نہیں کرنا چاہتا۔

میرا کہنا یہ ہے کہ ایک خاص واقعہ سے اس کا تعلق ہے ۔ آپ جن لوگوں کی نمائندگی کر رہے ہیں وہ اس کو ناموس کا مسئلہ سمجھتے ہیں ۔ آپ اس لئے اس پر غصہ کر رہے ہیں ۔ آپ اتنے شریف' بردبار' خاموش شخص ہیں اور اتنی تیزی سے بول رہے ہیں۔ نا معلوم اس میں کیا ہے ' کوئی پتہ نہیں ۔ یہ ناموس کا مسئلہ سمجھتے ہیں ۔ میں نے بار بار ان سے بھی گزارش کی ' سب سے کی کہ اس کو نہ چھیڑیں ۔ اگر Human Rights کا مسئلہ ہوتا تو سب سے پہلے میں ہوتا اور میرے ساتھی ہوتے اور اس پر آخری حد تک جاتے ۔ لیکن یہ مسئلہ اور ہے ۔ اس کے پس منظر کا یہاں بیٹھے ہوئے ساتھیوں کو بھی پتہ ہے ۔ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں لڑکیاں جنگل میں بھی جاتی ہیں تو منہ ڈھانپ کر جاتی ہیں ۔ اور اس طرح کی لڑکیاں بازاروں میں کھلی پھرتی ہیں ۔ اس روایتی' تاریخی ' ثقافتی پس منظر کو ہمارے لوگ ناموس کہتے ہیں۔ جیسے آپ نے کہا کہ مقدمہ درج ہوا ہے پشاور میں ' واقعہ پشاور کا ہے ' میں بحث کے لئے نہیں بلکہ آپ کی معلومات کے لئے کہہ رہا ہوں کہ اگر یہ مسئلہ کسی علاقے کا ہے تو ان کے باپ موجود ہیں ' علاقہ موجود ہے ' سب کچھ موجود ہے تو اس کو یہاں کھینچنا اچھی بات معلوم نہیں ہوتی ۔ اس لئے گزارش یہ ہے کہ اس پر بحث نہ ہو ۔ میری گزارش ہے کہ بحث ہونے سے بجائے اس کے کہ human rights کو کوئی فائدہ ہو۔۔۔

جناب چیئرمین، تو آپ کی تجویز کیا ہے کہ resolution کو کیا کیا جائے ۔

جناب محمد اجمل خان خٹک، اس کو ختم کیا جائے ۔

جناب چیئرمین: .O.K آپ move کریں کہ اس کو ختم کیا جائے ۔

جناب محمد اجمل خان خٹک ، اس پر بحث ہی نہ ہو ۔ آپ کہتے ہیں کہ عمومی نہیں ہے ' یہ عمومی ہے ۔

جناب چیئرمین: اس پر ووٹ ہو جائے ۔ ان کی motion ہے کہ اس بحث کو ختم کیا جائے۔ .Agreed? Agreed ختم ہوگیا جی ۔

چوہدری اعتزاز احسن: اس پر ووٹ کروا لیں۔

Mr. Chairman: O.K. Now, I put the Motion to the House.

(interruption)

Mr. Chairman: All those in favour may stand please.

گنتی کریں جی ۔

All those in favour may stand for the motion moved by Mr. Ajmal Khattak . O.K. All those against this motion may now stand.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: So, the motion is adopted by so many against four. So, the motion for no further debate is carried.

یہ resolution finalize ہو گیا۔

Next is consideration of Resolution, item No.11.

جمیل الدین عالی صاحب۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین ، اب بات ختم ہوگئی ہے ' یہ معاملہ ختم ہوگیا۔ بحث ختم ہوچکی ہے۔ .O.K. Item No.11 ایک منٹ ,please ایک منٹ اعتزار صاحب! میری ایک تجویز سن لیں ۔ حاجی صاحب! ایک اور تجویز ہے کہ

The House is adjourned till 10.00 a.m. tomorrow morning.

[Then the House was adjourned to meet again at ten of the clock in the morning of Tuesday, August 3, 1999]